Bismillah irrahamanirrahim

Assalamo alaikum wr

i do not know you---------be straight and fear God
see whom God is helping and leading people to him.

see attachment

if you remain on your tract, please do not write to me again.

May God take pity on you!
wassalam alaikum

Muhammad Sharif Khan
306 N. Morton Ave.
MORTON, PA 19070
USA

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسول الکریم　　و علیٰ عبد ہ المسیح الموعود

پیشگوئی مہدی معہود کی طرح اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کا اَلمیہ

''کَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةًفَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَاجَآءَ تْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْالِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَ اللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ''(البقرہ۔۲۱۴)سب لوگ ایک ہی(خیال کے) تھے پھر اللہ نے انبیاء کومبشر اور منذر بنا کر بھیجا اور اُن کیساتھ حق پر مشتمل کتاب نازل کی تا کہ وہ(یعنی اللہ)لوگوں کے درمیان اُن باتوں کے متعلق جن میں اُنہوں نے اِختلاف پیدا کرلیا تھا فیصلہ کرے اور(ہوا یہ کہ)صرف اُنہی لوگوں نے جنہیں وہ کتاب دی گئی تھی اس کے بعد کہ اُن کے پاس کھلے(کھلے)نشانات آچکے تھے آپس کی سرکشی (اورفساد) کی وجہ سے اس(یعنی کتاب) کے بارہ میں اِختلاف کیا پس اللہ مومنوں کو اپنے حکم سے اس صداقت تک لے گیا جسکے بارہ میں دوسرے لوگوں نے اِختلاف سے کام لیا تھا اور اللہ جسے پسند کرتا ہے سیدھی راہ پر چلا دیتا ہے۔

جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد شریف خاں صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ۔

اُمید ہے آپ بفضل اللہ تعالیٰ بخیر وعافیت ہونگے آمین۔آپکی ویب سائٹ http://muhammadskhan.wildlifeofpakistan.com/ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ پاکستان کے ایک نامور احمدی ماہر حیوانیات(zoologist) ہیں اور اِس شعبہ میں آپکا وسیع علم ہے اور آپکی کافی علمی خدمات بھی ہیں۔جناب آپ نے مجھے ۲۰۔دسمبر۲۰۰۸ء/۱۴۔جنوری۲۰۰۹ء/ ۲۸۔جنوری۲۰۰۹ء اور ۱۷۔فروری ۲۰۰۹ء کو ای میلز(emails) کیں تھیں۔آپکی آخری ای میل''حضرت مسیح موعودؑ کی بیماریوں پر استہزا کے انجام'' کے متعلق تھی جو کہ خاکسار اوپر درج کر چکا ہے۔

جناب خاں صاحب!حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی بیماریوں کے متعلق مخالفین کے اِستہزا کے متعلق آپ نے جو ای میل مجھے بھیجی ہے۔اِس سے آپکی کیا غرض تھی۔؟کیا آپ اِس عاجز کو حضورؑ کے مخالفین میں سے سمجھتے ہیں۔؟اگر آپ ایسا سمجھتے ہیں تو آپ سخت غلطی پر ہیں۔مجھے اس بات پر حیرانی ہے کہ آپ ایسے صاحب علم نے بغیر سوچے سمجھے اور بغیر کسی تحقیق کے مجھے مخالفین مہدی و مسیح موعودؑ کے کیمپ میں شامل کر رکھا ہے۔یہ عاجز تو اُن سب الائشوں اور گندگیوں کو جو اپنوں اور غیروں نے اپنی کم علمی اور کم فہمی کی وجہ سے حضورؑ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ وابستہ کر رکھی ہیں اُنہیں دور کرنے میں صبح وشام مصروف ہے اور آپ مجھے معاند احمدیت بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں اِنا للہ وانا الیہ راجعون۔یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے میرے متعلق ایسا گمان اپنی لاعلمی کی وجہ سے قائم کیا ہو۔اگر ایسی بات ہے تو خاکسار آپ سے گذارش کرتا ہے کہ آپ جلدی میں میرے متعلق ایسی رائے قائم نہ کریں۔تعصب اور جانبداری تو اِنسان کو ویسے بھی اندھا کر دیتی ہے۔آپ پہلے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی نصیحت کی روشنی میں میرے مضامین اور نظریات کا دقیق نظر سے مطالعہ کریں اور پھر اپنی رائے کا اِظہار کریں۔حضورؑ فرماتے ہیں:۔

''اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان کسی بات کو خالی الذہن ہو کر نہیں سوچتا اور تمام پہلوؤں پر توجہ نہیں کرتا اور غور سے نہیں سنتا۔اس وقت تک پرانے خیالات نہیں چھوڑ سکتا۔اِس لیے جب آدمی کسی نئی بات کو سُنے تو اُسے یہ نہیں چاہیے کہ سُنتے ہی اُسکی مخالفت کیلئے تیار ہوجاوے بلکہ اُس کا فرض ہے کہ اُس کے سارے پہلوؤں پر پورا فکر کرے اور اِنصاف اور دیانت اور سب سے بڑھ کر خدا تعالےٰ کے خوف کو مدنظر رکھ کر تنہائی میں اِس پر سوچے۔''(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱ تا ۲)

جناب خاں صاحب!بالآخر آپکی ای میل چہارم(۴) کے بعد مورخہ ۲۔مارچ ۲۰۰۹ء کو خاکسار نے اپنا ایک مضمون بعنوان''آمدنِ عید مبارک بادت۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو'' آپکی طرف اِی میل کیا تھا۔میری پہلی ہی جوابی ای میل کے جواب میں آپکے جو رَشحاتِ قلم مجھے موصول ہوئے وہ مضمون کے شروع میں درج ہو چکے ہیں۔جناب آپ کی جوابی اِی میل(email) سے ظاہر ہے کہ آپ کے جواب میں بڑا روکھا پن اور بڑی نفرت ٹپک رہی ہے۔حالانکہ جماعت احمدیہ کا اصول(motto) یہ ہے کہ''محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں''۔کیا یہ الفاظ محض دکھاوے اور لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے ہیں۔؟آپ کا رویہ تو یہی ظاہر کر رہا ہے۔جب آپ جیسے صاحب علم،ڈاکٹر اور پروفیسر کا یہ حال ہے تو

پھر اِس جماعتی ماٹو کواُن احمدیوں نے کیسے اور کہاں تک سمجھا اوراُس پرعمل کیا ہوگا جو دین اور دُنیا کا آپکی نسبت بہت کم علم رکھتے ہیں۔آپ مجھے لکھتے ہیں۔

"I do not know you."

جناب خان صاحب! خاکسار آپ سے جواباً پوچھتا ہے کہ اگر آپ مجھے جانتے نہیں تھے تو آپ نے متذکرہ بالا چاروں ای میلز (emails) مجھے کیوں بھیجی تھیں۔؟ آپ نے میرا ایڈریس letter@alghulam.com کہاں سے لیا۔؟ آپ کو مجھے ای میلز (emails) لکھنے کی ضرورت کیوں پڑی۔؟ ظاہر ہے آپ کو میرے متعلق کچھ نہ کچھ معلوم تھا کہ میں کون ہوں اور میرا نظریہ کیا ہے۔؟ یہ بھی یقینی بات ہے کہ آپ "www.alghulam.com" کو وزٹ (visit) بھی کرتے ہوں گے اور آپ نے میرا اِی میل ایڈریس میری ویب سائٹ سے ہی لیا ہوگا۔ ہوسکتا ہے آپ نے یہ الفاظ اِس مفہوم (sense) میں لکھے ہوں کہ آپ مجھے ذاتی طور پر نہیں جانتے۔تو اِس ضمن میں بھی گذارش ہے کہ آپ نے ذاتی طور پر نہ جانتے ہوئے مجھے چار (۴) ای میلز کی ہیں اور میں نے اس پر آپ سے کوئی گلہ شکوہ نہیں کیا۔لیکن میری پہلی ہی جوابی ای میل کے بعد آپکی قوت برداشت اور آپ کا حوصلہ ختم ہوگیا۔ آہ !

مزید آپ لکھتے ہیں:۔ "Be straight and fear God"

آپ سیدھی راہ پر رہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈریں

اولاً۔خان صاحب! خاکسار آپ سے پوچھتا ہے کہ آپ کے پاس اِس بات کا کیا ثبوت ہے کہ میں Straight (سیدھے راستے پر چلنے والا) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔؟ میری آپ سے گذارش ہے کہ آپ کا میرے متعلق یہ صرف دعویٰ ہے۔ایسا دعویٰ کوئی بھی کسی کے متعلق کرسکتا ہے۔ایک صدی قبل ہمارے پیارے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے متعلق اُنکے دوسو (۲۰۰) کے قریب مولویوں اور مشائخوں نے بھی اپنے علمی زعم میں ایسی ہی فضول اور لایعنی باتیں کیں تھیں اور فتاویٰ بھی لگائے تھے۔میں معذرت کیساتھ کہہ رہا ہوں کہ آج آپ ایسے صاحب علم بھی وہی کچھ کررہے ہیں۔

ثانیاً ۔خان صاحب! خاکسار دسمبر ۱۹۸۳ء تک جماعتی مؤقف کے عین مطابق دوسرے احمدیوں کی طرح خلیفہ ثانی کو ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق جانتا اور مانتا آرہا تھا۔مجھ ایسے عام اور مذہبی لحاظ سے اَن پڑھ احمدی کو پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق بھلا کیا دلچسپی ہوسکتی تھی کہ اس کا مصداق کون ہے۔؟ مجھے اس بات سے کیا غرض تھی کہ خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود سچا ہے یا جھوٹا۔؟ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے بارہ میں جماعت احمدیہ قادیانی گروپ کا جو روایتی عقیدہ تھا ہر احمدی کی طرح میرا بھی وہی عقیدہ تھا۔وسط دسمبر ۱۹۸۳ء کے بعد اللہ تعالیٰ نے جب اِس عاجز پر اِس اِلہامی پیشگوئی کی حقیقت کا اِنکشاف فرمایا تو اِس اِنکشاف کے بعد میں بہت حیران ہوا اور مجھے اس پر یقین نہیں آرہا تھا۔سب احمدی جانتے اور مانتے بھی ہیں کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا:۔ ؎ وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم۔اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار مارچ ۱۹۹۳ء میں اِس عاجز نے اپنا مقدمہ خلیفہ رابع کے آگے رکھا تھا۔لیکن خلیفہ رابع صاحب کے جوابات اور افرادِ جماعت کے عمومی رویے سے مجھے یہ یقین ہوتا چلا گیا کہ افرادِ جماعت کی اکثریت کا اپنے اللہ پر ایمان صرف برائے نام ہے یا پھر ۱۹۱۴ء سے لے کر اب تک تعلیم وتربیت کے نام پر برین واشنگ (brain washing) کرکے احمدیوں کی یہ حالت بنادی گئی ہے کہ وہ اب یہ اُمید نہ رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اُن سے کلام فرماسکتا ہے۔وہ بزرگ و برتر خدا شہد کی مکھی یا زمین کو تو الہام کرسکتا ہے لیکن نعوذ باللہ ایک احمدی کو نہیں کرسکتا۔اگر اُس نے کسی احمدی کو الہام کرنا ہوگا تو پھر پہلے اُسے جماعتی خلیفہ سے پوچھنا ہوگا کہ میں فلاں احمدی کو اِلہام کروں یا نہ کروں۔یہ ہے ہماری مسلسل تعلیم و تربیت یعنی برین واشنگ کا نتیجہ اور اس طرح ہم احمدیوں کو اللہ تعالیٰ سے دور کرکے ایک خلیفہ کے بندے بنادیا گیا ہے جس کے متعلق دن رات یہ ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے کہ اُسے خدا نے بنایا ہے۔کیا خدا کے بنائے ہوئے خلیفوں کا یہ کام ہوا کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو خدا سے دور کرکے اپنے بندے بنالیں۔؟ ہرگز نہیں۔آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ بانئے سلسلہ کی بعثت کا اولین مقصد ہی یہ تھا کہ وہ کائنات کے مالک کا حسین چہرہ لوگوں پر ظاہر کریں۔تا بھٹکے ہوئے لوگ اپنے گم شدہ ربّ کی طرف واپس پلٹیں اور اُس کو پہچان کر بتوں کی بجائے اُسکی عبادت کریں۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

’’کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ہماری لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اُس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اُس میں پائی۔یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔اے محرومو! اِس چشمہ کی طرف دوڑو۔کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔میں کیا کروں اور کس طرح اِس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔کس دَف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں۔اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کیلئے لوگوں کے کان کھلیں۔‘‘ (کشتی نوح ۱۹۰۲ء بحوالہ روحانی خزائن

جلد۱۹صفحہ۲۱۔۲۲)

اب حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ کی رحلت کے بعد اُسکے مریدوں کیساتھ کیا ہوا۔؟ ۱۹۱۴ء کے بعد آہستہ آہستہ خدا کے بنائے ہوئے خلیفوں نے اُس سچے اور قادر خدا کو جس کا چہرہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ہمیں دکھایا تھا نعوذ باللہ ایک مظلوم اور بے وقعت خدا بنا دیا جسکے پاس کوئی طاقت نہیں ہے۔ وہ بے کس اور مجبور اور صرف نام کا خدا ہے۔ اگر چہ افرادِ جماعت رسماً اُس کو مانتے تو ہیں لیکن عملاً ایک نظام کے ذریعے اُسکی ساری طاقتیں اور اُسکے سارے اختیارات چھین کر جماعتی سربراہ کو سونپے جا چکے ہیں۔ اس وقت جماعت احمدیہ میں ایک احمدی کا اُس سچے خدا سے جس کا حسین چہرہ حضرت بانیٔ سلسلہ نے ہمیں دکھایا تھا بات کرنا اور اُسے مقتدر سمجھنا ایک بہت بڑا گناہ بن چکا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ایک احمدی کو ہدایت بخشتا ہے تو وہ ''ہدایت'' نظام اور اُسکے چیف (chief) کی نظر میں شیطانی وساوس بن جاتے ہیں۔ اگر کسی احمدی کو میرے اس بیان میں کسی قسم کا کوئی شک ہو تو وہ میری ویب سائٹ (alghulam.com) کے (Letters) سیکشن میں اِس حقیقت کو پڑھ کر اپنے شک کو رفع دفع کر سکتا ہے۔ یہ وہ خطرناک مذہبی رویہ ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے اقبال اکادمی کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر ڈاکٹر وحید عشرت صاحب لکھتے ہیں۔

''تاہم اس (مذہبی۔ناقل) رویے کے دو بنیادی نکات ہمیشہ ہی انسانوں کے اجتماعی رویے میں بے اطمینانی کو ظاہر کرتے رہے ہیں۔ ایک تو یہ کہ خدا کے نام پر ایک خاص طبقہ وجود میں آجاتا ہے جو خدا کی مرضی اور منشا کا خود کو شارح بنا لیتا ہے یا اُسے سمجھ لیا جاتا ہے اب وہ خود ساختہ شارح آہستہ آہستہ خدا کی مرضی کی اِطلاقی تعبیرات میں اپنی مرضی کو شامل کرتا ہے اور بالآخر اُسکی اپنی مرضی یا لذتیت پرستی تقدس اور مذہب کا روپ دھار لیتی ہے اور خدا اِس میں سے آہستہ آہستہ غائب ہو جاتا ہے۔ یہ رویہ اِتنا خطرناک ہے اور یہ گروہ مذہب کے نام پر اِتنا طاقتور بن جاتا ہے کہ صدیوں اِسکے اثر و نفوذ کو توڑا نہیں جا سکتا۔ جمود، غیر خلاّق رویہ اور تعزیر و تہدید اِسکی علامتیں بن جاتی ہیں۔ اور اِس طرح یہ اخلاقی رویہ ایک ایسا گنبد بے در بن جاتا ہے جس میں داخل ہونے کا راستہ تو ہے مگر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں۔'' (اخلاقیات کے پانچ نظریے، مصنفہ شاہدہ ارشد صفحات ۱۶ تا ۱۷)

اب یہ سوال بھی اِنتہائی اہم اور غور طلب ہے کہ جس نیک اور برگزیدہ ہستی نے ''زندگی کے اِس چشمے'' کی لوگوں کو خبر دیتے ہوئے نوعِ اِنسان کو اِسکی طرف بلایا تھا ۱۹۱۴ء کے بعد اِسی برگزیدہ اِنسان کی اولاد کو ''زندگی کے اِس چشمے'' کو کیوں بند یا قومیانہ (Nationalise) پڑا۔؟ حضرت بانیٔ سلسلہ کی اولاد پر یہ بدبختی کیوں اور کیسے غالب آئی کہ اُنہوں نے افرادِ جماعت کو اِس ''لعل بے بہا'' سے دور کر دیا۔؟ جواباً عرض کرتا ہوں کہ اِس بدبختی کے غالب آنے کی وجہ صرف اور صرف مرزا بشیر الدین محمود کا جھوٹا دعویٰ مصلح موعود ہے۔ اگر خلیفہ ثانی اِس جُرم کا اِرتکاب نہ کرتے تو نہ اُنہیں اور نہ اُسکی اولاد کو ''زندگی کے اِس چشمے'' کو بند کرنا پڑتا جس کے متعلق حضورؑ فرماتے ہیں۔ ''اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو۔ کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں'' ۱۹۱۴ء سے لے کر آج تک جماعت احمدیہ میں جتنی بھی خرابیاں پیدا ہوئی ہیں ان سب کا سرچشمہ اور منبع خلیفہ ثانی کا جھوٹا دعویٰ مصلح موعود ہے۔ جماعت احمدیہ میں اِس جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کو سچا بنانے اور اِس کو دوام دینے کی مسلسل کوشش کے نتیجہ میں یہ سب بُرائیاں مثلاً۔ جھوٹ، خوشامد و چاپلوسی، منافقت، دنیاوی حرص و ہوا، عدل و اِنصاف اور حق گوئی و بے باکی کا فقدان، غلامی، جبر، مسلمانوں اور دین اسلام کی روح سے دوری وغیرہ پیدا ہوئی ہیں۔

ثالثاً۔ جناب خاں صاحب! جیسا کہ جماعت احمدیہ قادیانی گروپ کا عقیدہ ہے کہ خلیفہ ثانی مصلح موعود تھے اِسی طرح آپ بھی اُنہیں پسر موعود خیال کرتے ہوئے مصلح موعود سمجھتے ہیں اور اِسکے ثبوت کے طور پر آپ نے ہندوستان کے ایک مردِ باخدا نعمت اللہؒ کا ۵۶۰ ہجری میں لکھا ہوا ایک قصیدہ مجھے بھیجا ہے۔ اِس قصیدہ کے متعلق بات میں بعد میں کروں گا لیکن پہلے آپ سے عرض کرتا ہوں کہ میں نے اپنی کتاب ''غلام مسیح الزماں'' اور اپنے دیگر مضامین میں بھی بڑی وضاحت کیساتھ لکھا ہے (پتہ نہیں افرادِ جماعت کو اِس بات کی سمجھ کیوں نہیں آتی یا پھر وہ اِسے سمجھنا ہی نہیں چاہتے) کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو دراصل دو (۲) نشانوں یا دو (۲) وجودوں کا وعدہ بخشا تھا یا بالفاظِ دیگر پیشگوئی مصلح موعود دو پیشگوئیوں پر مشتمل ہے۔ (۱) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا (۲) ایک زکی غلام (لڑکا) جیسا کہ درجِ ذیل کلامِ اِلٰہی سے ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

''سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہو گا۔۔۔''

اِس کلام سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وجیہہ اور پاک لڑکے کے متعلق مزید وضاحت فرما دی کہ وہ تیرا جسمانی بیٹا ہو گا۔ زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھا ہوا ہے۔ اور یہ بریکٹ بتا رہی ہے کہ حضورؑ کا ''زکی غلام'' کے متعلق اپنا یہ اِجتہاد اور قیاس تھا کہ وہ میرا جسمانی لڑکا ہو گا۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے الفاظ بھی اِس حقیقت کی تصدیق اور تائید فرماتے ہیں۔ آپؑ حضرت مولانا نور الدینؓ کو ایک خط میں لکھتے ہیں:۔

☆ یہ عبارت کہ خوبصورت پاک لڑکا۔۔۔۔۔ جو آسمان سے آتا ہے۔ یہ تمام عبارت چند روزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روز رہ کر چلا جاوے اور

دیکھتے دیکھتے رخصت ہوجائے۔اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخیر تک اسکی تعریف ہے۔۔۔۔بس ۲۰ فروری کی پیشگوئی۔۔۔دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی جو غلطی سے ایک سمجھی گئی۔اور پھر بعد میں الہام الٰہی نے اس غلطی کو رفع کر دیا۔☆ (مکتوب ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۱۰۹)

میں بڑی تفصیل کیساتھ یہ بات ثابت کر چکا ہوں کہ (۱) اِن دونوں نشانوں یا دونوں وجودوں میں سے ایک (وجیہہ اور پاک لڑکا) آپؑ کا جسمانی پسر موعود تھا اور دوسرا (زکی غلام) آپؑ کا روحانی پسر موعود یعنی مصلح موعود تھا۔ (۲) دوسری بات میں یہ ثابت کر چکا ہوں کہ اِن دونوں وجودوں سے متعلقہ پیشگوئیاں اپنے اپنے اصل کی بجائے اِنکے مثیلوں میں پوری ہوئی ہیں۔مثلاً۔جسمانی پسر موعود یعنی ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' سے متعلقہ پیشگوئی کے مصداق بقول حضورؑ بشیر احمد (اول) تھے جو کہ دیکھتے دیکھتے مہمان کی طرح چندروزہ زندگی گزار کر فوت ہوگئے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے بشیر احمد (اول) کو وفات دے کر اُسکے مثیل کی بشارت دیدی اور اِس بشارت کے مطابق بعد ازاں بشیر الدین محمود احمد پیدا ہوئے۔ زکی غلام یعنی مصلح موعود سے متعلقہ پیشگوئی کے مصداق بقول حضورؑ صاحبزادہ مبارک احمد تھے (تریاق القلوب ۱۹۰۰ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحات ۲۲۱ تا ۲۲۳)۔لیکن اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ مبارک احمد کو بھی وفات دے کر آگے اُسکے مثیل کی بشارت دیدی ۔اور یہ مثیل مبارک احمد یعنی روحانی پسر موعود یا مصلح موعود (مثیل مبارک احمد روحانی پسر موعود اس لیے ہے کیونکہ مبارک احمد کی وفات کے بعد حضورؑ کے گھر میں کوئی جسمانی لڑکا پیدا نہیں ہوا تھا) نے صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات کے بعد بلکہ ۶/ ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بھی بعد جماعت میں پیدا ہونا ہے (تفصیل کیلئے دیکھیں مضمون نمبر ۳۰ ''سبز اشتہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ'')۔اِس عاجز سے پہلے جماعت احمدیہ میں کوئی بھی وجود ایسا نہیں گزرا جو ۶/ ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہوا ہو اور اُس نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اپنے زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہو۔اُمید ہے اب تو آپ کو اور دیگر افرادِ جماعت کو بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں بشارت دیئے گئے دونوں وجود ہی پسرِ موعود تھے۔فرق صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق ایک (۱) جسمانی پسر موعود تھا اور دوسرا (۲) روحانی پسر موعود ثابت ہوتا ہے۔

جناب خاں صاحب! میں نے آپکی چار (۴) ای میلوں کے جواب میں آپ کو اپنا ایک مضمون ''آمدنِ عید مبارک بادت۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو'' بھیجا تھا۔آپ میرے اس مضمون کی کسی دلیل کو بھی جھٹلا نہیں سکے ہیں۔مثلاً۔میں نے لکھا ہے کہ زکی غلام مسیح الزماں کی بشارت ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء سے شروع ہو کر ۶/ ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہتی ہے ۔صاحبزادہ مبارک احمد کے بعد حضورؑ کے گھر میں کوئی نرینہ اولاد پیدا نہیں ہوئی تھی اور اس طرح حضورؑ کے تینوں جسمانی لڑکے (بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) نہ صرف اِس اِلہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت سے باہر ہوگئے بلکہ یہ پیشگوئی حضورؑ کی روحانی ذریت یعنی جماعت کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔اور اب اگر ۶/ ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ میں سے کسی ایسے وجود کو پیشگوئی زکی غلام مسیح الزماں کا مصداق بنادے جس کا حضورؑ سے کوئی جسمانی رشتہ نہ ہو تو پھر وہ زکی غلام (جس کو حضورؑ اپنا لڑکا خیال کرتے ہوئے اپنی نرینہ اولاد میں ڈھونڈتے رہے) حضورؑ کا روحانی پسر موعود نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا۔؟ مثلاً۔خاں صاحب! آپ یا کوئی اور احمدی جو ۶/ ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد جماعت احمدیہ میں پیدا ہوا ہو۔اگر اللہ تعالیٰ آپ یا اُس احمدی کو زکی غلام سے متعلقہ اِلہامی بشارت کا مصداق بنادے تو پھر آپ یا وہ احمدی کیا حضورؑ کا روحانی پسر موعود نہیں ہوگا۔؟ میں نے زکی غلام سے متعلقہ اِلہامات کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ حضورؑ کا کوئی بھی زندہ لڑکا بشمول مرزا بشیر الدین محمود احمد پیشگوئی زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتے۔کیا آپ یا کوئی اور احمدی اس حقیقت کو جھٹلا سکتا ہے۔؟ اگر آپ اس حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتے اور میں عرض کرتا ہوں کہ آپ یقیناً جھٹلا نہیں سکتے تو پھر آپ نے نعمت اللہؒ صاحب کا ۵۶۰ ہجری میں لکھا ہوا جو قصیدہ میری طرف بھیجا ہے اُسکے درج ذیل شعر پر ہمیں غور کرنا پڑے گا کہ اس شعر میں پسر موعود سے کیا مراد ہے۔؟ کیا وہ جسمانی پسر موعود ہے یا کہ روحانی پسر موعود۔

دوراو چوں شود تمام بکام۔ پسرش یادگارے بینم ۔ترجمہ۔اُس کا زمانہ جب مقصد کے مطابق ختم ہو جائیگا تو اُسکا بیٹا اُسکی یادگار کے طور پر دیکھ رہا ہوں

(۲) خاکسار نے اپنے مضمون ''آمدنِ عید مبارک بادت۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو'' میں مرزا بشیر الدین محمود احمد کے اپنے بیانات سے یہ ثابت کیا ہے کہ ۱۹۰۸ء میں وہ ایمان اور یقین رکھتے تھے کہ وہ اور اُن کا کوئی بھی دوسرا بھائی زکی غلام مسیح الزماں (مثیل احمد مبارک یعنی مصلح موعود) سے متعلقہ اِلہامی پیشگوئی کے مصداق نہیں ہیں۔کیا آپ یا کوئی اور احمدی اِس حقیقت یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد کے اِس بیان کو جھٹلا سکتا ہے۔؟ ہرگز نہیں۔تو پھر خاں صاحب! حضرت نعمت اللہؒ صاحب کا قصیدہ خلیفہ ثانی کو مصلح موعود بنانے میں آپکی یا جماعت احمدیہ کی کیا مدد کرسکتا ہے۔؟ ظاہر ہے کچھ بھی نہیں۔

(۳) مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے اِن بیانات میں یہ بھی کہا تھا کہ وہ زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) آئندہ کسی زمانے میں بانئے سلسلہ کی جسمانی نسل میں پیدا ہوگا۔یہ بھی اُنکا خیال یا خواہش تو ہوسکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے روحانی پسرِ موعود (زکی غلام) کے متعلق ایسا کوئی وعدہ نہیں فرمایا

تھا۔ہاں وجیہہ اور پاک لڑکے یعنی جسمانی پسر موعود کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ ضرور فرمایا تھا کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے اور تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔'' یہ بھی یاد رکھیں کہ حضورؑ نے لڑکے کی بجائے زکی غلام کو مصلح موعود کا نام دیا ہے۔

(۴) مارچ ۱۹۱۴ء میں مرزا بشیر الدین محمود احمد نے خلیفہ ثانی بننے کے بعد زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے متعلق اپنا نظریہ (کہ وہ آئندہ زمانے میں پیدا ہوگا) بدلنا شروع کر دیا۔اُس نے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں داخل (enter) ہونے کیلئے اپنے ہی بیانات کے برخلاف حضورؑ کے ایک اجتہادی بیان (لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔بہر حال اِس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۱۱۷) کو بطور ڈھال اختیار کر لیا۔جبکہ امرِ واقع یہ ہے کہ زکی غلام تو حضورؑ کا جسمانی لڑکا ثابت ہی نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ آپکے گھر میں پیدا ہوا تو پھر حضورؑ کے بیان فرمودہ نو (۹) سالہ اجتہادی خیال کی کوئی حیثیت ہی باقی نہیں رہتی۔لیکن عقیدت میں مدہوش مریدوں نے اِس نکتہ پر کبھی غور نہ کیا۔

(۵) سورۃ الحاقہ کی آیات ۴۵ تا ۴۸ کی روشنی میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

''اِسی وجہ سے میں بار بار کہتا ہوں کہ صادق کیلئے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر اِفترا کر کے آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیئیس (۲۳) برس تک مہلت پا سکے ضرور ہلاک ہوگا۔'' (اربعین (۱۹۰۰ء) بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴)

میں نے اپنے مضمون میں بطور ثبوت لکھا ہے کہ خلیفہ ثانی کے اِلہامی دعویٰ مصلح موعود کے دس (۱۰) سال بعد اُنکی شہ رگ پر حملہ ہوا اور اِس حملہ کے نتیجہ میں اُنکی رشہ رگ کٹ گئی۔جناب خاں صاحب! اگر خلیفہ ثانی کا یہ اِلہامی دعویٰ مصلح موعود سچا تھا تو پھر قطع وتین کا قرآنی فرمان اپنی قہری تجلی کیساتھ خلیفہ ثانی کی ذات میں کیوں پورا ہوا۔؟ آپ نے اِس کا کوئی جواب نہیں دیا ہے۔؟

(۶) مرزا محمود احمد کے عبرت ناک انجام کے متعلق جو بیانات مضمون میں درج کیے گئے ہیں۔وہ بیانات بھی یا تو اُسکے اپنے ہیں یا پھر اُسکے قریبی رشتہ داروں کے ہیں۔میں نے مرزا محمود احمد کی بیماریوں کے متعلق اِستہزا نہیں کیا بلکہ اُسکے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹے ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے۔آپ کو چاہیے تھا کہ یا تو آپ مرزا محمود احمد کے عبرت ناک انجام کے متعلق اُسکے اپنے یا پھر اُسکے رشتہ داروں کے بیانات کو جھٹلا کر دکھاتے اور یا پھر اُنکے دعویٰ مصلح موعود کو سچا ثابت کر کے دکھاتے۔لیکن آپ نے اِن میں سے کوئی کام بھی نہیں کیا اور اُلٹا غصہ میں آ کر ''حضرت مسیح موعودؑ کی بیماریوں کے متعلق اِستہزا کا انجام'' کے عنوان سے دو صفحات میرے طرف ای میل کر دیئے ہیں۔سر آپ بھی ''سوال گندم اور جواب چنا'' والی بات کر رہے ہیں۔اولاً۔آپ کو یاد رہے کہ ''چہ نسبت خاک را با عالم پاک'' کے مطابق مرزا محمود احمد کو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے کوئی نسبت نہیں ہو سکتی۔؟ ثانیاً۔خاکسار تو حضورؑ کی مبارک ذات پر اپنوں اور غیروں کے لگائے گئے بے بنیاد الزامات کو دفع دور کر رہا ہے اور آپ ''حضرت مسیح موعودؑ کی بیماریوں کے متعلق اِستہزا کا انجام'' ایسی لغوای میلیں مجھے کر رہے ہیں۔کیا اِن میں کوئی مطابقت ہے۔؟

(۷) میرا خلیفہ ثانی کے کردار سے کوئی سروکار نہیں تھا اور نہ ہے۔میرا اُسکے غلط دعویٰ مصلح موعود سے اختلاف ہے۔لیکن ایک جماعتی مربی ساجد نسیم نے مرزا محمود احمد کی شہ رگ پر حملے کے دفاع میں جب محسن اِنسانیت اور سید الانبیا آنحضرت ﷺ کی شان میں جب بدزبانی کی تو پھر مجھے نا چاہتے ہوئے مجبوراً خلیفہ ثانی کے کردار کے متعلق اُسکے رشتہ داروں اور اُسکے مریدوں کی بیان فرمودہ حلفیہ گواہیوں کی جھلک محمودیوں کو دکھانی پڑی۔ ؎ آئینہ اُن کو دکھایا تو بُرا مان گئے

(۸)۔جناب خان صاحب! یہ بھی یاد رکھیں کہ ہر زمانے کے نبی، رسول اور مصلح پر اُسکے مخالفوں نے گمراہی اور کفر کے فتاویٰ تو لگائے ہوں گے لیکن اُسکی زندگی میں (وفات کے بعد کی بات نہیں کر رہا) اُسکے کسی مرید یا مخالف نے اُس پر بدکرداری کا الزام نہیں لگایا تھا۔اِسی طرح اُمتِ محمدیہ کے کسی مجدد حتیٰ کہ حضرت بانئے سلسلہ پر بھی آپکی زندگی میں نعوذ باللہ گمراہی اور کفر کے فتوے تو ضرور لگتے رہے لیکن آپکا کوئی مرید یا مخالف آپکے کردار پر اُنگلی نہ اُٹھا سکا۔اُمت احمدیہ میں واحد ایک ایسی شخصیت گزری ہے جس کا اپنا دعویٰ مصلح موعود ہونے کا تھا لیکن اُسکی زندگی میں اُسکے درجنوں خاص الخاص مرید (مخالف نہیں) اُس پر حلفاً بدکاری کے الزام لگاتے رہے اور مصلح موعود صاحب جواب میں اُن سے اپنے جرم کے ثبوت کیلئے چار (۴) گواہوں کا مطالبہ کرتا رہا۔خان صاحب! سوال یہ ہے کہ اگر وہ مجرم نہیں تھا اور اُس نے اپنے مریدوں کی عزتیں نہیں لوٹیں تھیں تو پھر اُسے سب الزاموں کو نہ سہی کم از کم افرادِ جماعت کے اطمینان کی خاطر دو یا تین الزام عائد کرنے والوں کے مقابل پر آ کر حلفاً اُنکے الزاموں کو رد کرنا چاہیے تھا۔ایسے کرنے میں کوئی مضایقہ نہیں تھا۔؟ جبکہ اِسی سلسلہ میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

(۱) ''مباہلہ صرف ایسے شخصوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔'' (الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء)

(۲) یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اُسے بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے یا بچشم خود شراب پیتے دیکھا ہے۔اگر میں اِس بے بنیاد و اِفتراء کیلئے مباہلہ نہ

کرتا تو اور کیا کرتا''۔(تبلیغ رسالت، جلد نمبر۲، صفحہ۲)

جس انسان نے کوئی جرم ہی نہ کیا ہوا ُس کیلئے کسی جھوٹے الزام کو حلفاً ردّ کرنے میں کیا قباحت ہوسکتی ہے۔؟ خان صاحب! اگر خلیفہ ثانی صاحب کے خاص الخاص مریدوں نے اپنے ہاتھوں میں قرآن اُٹھا کر یا اپنے بچوں کے سروں پر ہاتھ رکھ کر اُس کی بدکرداری پر حلفاً گواہیاں دی تھیں تو پھر کوئی متقی اور صالح انسان ایسی حلفیہ گواہیوں کو نظر انداز (ignore) کیسے کرسکتا ہے۔؟ ظاہر ہے کچھ تو بات ہوگی کیونکہ جھوٹا حلف تو پاگل بھی نہیں اُٹھاتا۔ اگر آپ کو اِس میں شک ہو تو کسی پاگل پر تجربہ کر کے دیکھ لینا۔

آگے آپ مجھے لکھتے ہیں۔ "See whom God is helping and leading people to him"

دیکھیں اللہ تعالیٰ کس کی مدد کررہا ہے اور لوگوں کی کس طرف کو راہنمائی کررہا ہے

جناب خاں صاحب! آپ پر فرض تھا کہ میرے مضمون میں پیش کردہ دلائل کو توڑ کر خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کو سچا ثابت کرتے لیکن آپکے جواب سے ظاہر ہے کہ آپکے پاس بھی خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کو سچا ثابت کرنے کیلئے کوئی دلیل نہیں ہے۔ اگر آپکے پاس کوئی دلیل ہوتی تو آپ کا یہ جواب نہ ہوتا۔ یہ بات یاد رکھیں کہ ایک جھوٹا دعویٰ مصلح موعود مسلسل ذہنی تطہیر (Brain washing) کیساتھ افرادِ جماعت کی عادت میں داخل کیا گیا ہے اور جب کوئی عقیدہ (سچا یا جھوٹا) عادت میں داخل کردیا جائے تو اِس کا ترک کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ خلیفہ ثانی کے مصلح موعود ہونے کا عقیدہ آپکی بھی عادت میں داخل ہوچکا ہے لہٰذا اِس بت پرستی کو چھوڑنا آپ کیلئے آسان نہیں ہے۔ یہ جو آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ''دیکھیں اللہ تعالیٰ کس کی مدد کررہا ہے اور لوگوں کی کس طرف کو راہنمائی کررہا ہے'' آپکے یہ الفاظ بھی خلیفہ ثانی کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کو سچا ثابت نہیں کرسکتے۔ درجِ ذیل مثالوں پر غور فرمائیں۔

(۱) خاں صاحب! آپ کو پتہ ہے کہ نائن الیون (۱۱۔ستمبر ۲۰۰۱ء) کے بعد امریکہ بہادر نے پہلے افغانستان اور ازاں بعد عراق پر فوجی حملہ (military invention) کرکے اِنکی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی۔ لاکھوں بے قصور اور غریب مردوزن، بچوں اور بوڑھوں کو گھروں میں بیٹھے ہوئے بموں سے ہلاک کردیا تھا۔ خاں صاحب! میرا آپ سے سوال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غریب اور بے قصور مسلمانوں کو ہلاک کرنے کیلئے کیا امریکہ اور بُش (George W Bush) کی مدد کی تھی۔؟ آپ بھی اِس سے اتفاق کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام کرنے کیلئے ہرگز مسٹر بُش کی مدد نہیں کی تھی بلکہ ایک دجالی قوت نے اپنے دجالی نظریات کی راہ میں حائل ہونے والے غریبوں کو طاقت کیساتھ کچل دیا تھا۔ ثانیاً۔ یہ کہ کیا اللہ تعالیٰ نے امریکی عوام کی یہ راہنمائی فرمائی تھی کہ وہ غریبوں کو ہلاک کرنے کیلئے بُش کو صدارت کے منصب پر بٹھائیں۔؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ سب مسٹر بُش کا ذاتی ایجنڈہ تھا اور اُس نے اُس طاقت کا غلط استعمال کیا جو امریکی عوام نے اُسے مہیا کی تھی۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے جرمنوں کی یہ راہنمائی نہیں کی تھی کہ وہ آڈولف ہٹلر (Adolf Hitler) کو ووٹ دے کر کامیاب کروائیں ۱۹۳۲ء کے قومی اِنتخابات میں آڈولف ہٹلر ہنڈن برگ (Hindenburg) کے مقابلے میں ہار گیا تھا۔ ازاں بعد اُس نے کیمونسٹوں کے خلاف سازش کرکے اقتدار پر قبضہ کیا اور جرمنی کا مطلق العنان حکمران (Dictator) بن بیٹھا۔ اُس نے شیطانی قوت کے زیرِاثر دوسری عالمی جنگ (۱۹۳۹۔۱۹۴۵) شروع کرکے کروڑوں بے قصور انسانوں کا قتلِ عام کیا تھا۔ کیا اِس وقت اللہ تعالیٰ نے آڈولف ہٹلر کی مدد کی تھی کہ وہ کروڑوں بے گناہ انسانوں کا قتلِ عام کرے۔؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ اُس کا اپنا خودساختہ شیطانی پروگرام تھا۔

(۳) جماعت احمدیہ اور مسلمانوں کے سوادِاعظم کے درمیان بنیادی طور پر ختم نبوت اور حیات مسیح کے عقائد باعث نزاع ہیں۔ ہم احمدی یقین رکھتے ہیں کہ یہ دونوں عقائد از روئے قرآن کریم غلط ہیں۔ پاکستان کی قومی اسمبلی سولہ کروڑ پاکستانی مسلمانوں کا نمائندہ اِدارہ ہے۔ ۱۹۷۴ء میں عوام کے اِس منتخب اِدارے نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ خان صاحب! میرا آپ سے سوال ہے کہ ۱۹۷۴ء میں کیا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے سوادِاعظم (جنکے ختم نبوت اور حیاتِ مسیح دونوں عقائد خلاف قرآن ہیں) کی احمدیوں (جنکے یہ دونوں عقائد بمطابق قرآن ہیں) کو غیر مسلم قرار دینے میں مدد کی تھی۔؟ آپ بھی اِس سے اِتفاق کریں گے کہ احمدیوں کو جنکے عقائد بمطابق قرآن ہیں غیر مسلم قرار دینے میں اللہ تعالیٰ نے پاکستان کی قومی اسمبلی کی مدد نہیں کی تھی۔ متذکرہ بالا تینوں مثالوں سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ ضروری نہیں کہ طاقت کے زور پر حاصل کی گئی ہر فتح یا غلبہ میں نصرت اِلٰہی بھی شامل ہو۔ دنیا کی اکثر فتوحات اور غلبوں کے پیچھے شیطانی مکروں اور طاقتوں کا عمل دخل ہوتا ہے۔ افغانستان اور عراق کے لاکھوں غریبوں کو ہلاک کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے امریکہ یا جارج ڈبلیو بُش کی مدد نہیں کی تھی۔ اِسی طرح کروڑوں بے قصور انسانوں کو ہلاک کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے آڈولف ہٹلر (Adolf Hitler) کی مدد نہیں کی تھی۔ اسی طرح حضرت مرزا غلام احمدؑ ایک صادق اور برگزیدہ اِنسان تھے۔ وہ سچے مہدی و مسیح اور اُمتی نبی تھے۔ ختم نبوت اور حیاتِ مسیح کے عقائد کے ضمن میں حضرت مرزا صاحبؑ کے مقابلے میں عالمِ اِسلام غلطی پر تھا اور ہے۔ اس کے باوجود ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی کا احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی دخل نہیں تھا۔ یہ ایک قوم کی طاقت

کا مظاہرہ تھا اُس دوسری اقلیتی گروہ کے خلاف جس کے پاس کوئی سیاسی طاقت نہیں تھی۔ اِسی طرح ہم سب کے پیارے آقا آنحضرتﷺ نے جب اللہ تعالیٰ سے حکم پا کر نبوت کا دعویٰ کیا تو مشرکین مکہ اور اُنکے سردار بارہ یا تیرہ (۱۲۔۱۳) سال تک آنحضرتﷺ اور آپکے اصحابؓ کو ہر قسم کی تکالیف دیتے رہے۔ خان صاحب! کیا آپ گمان کر سکتے ہیں کہ آنحضرتﷺ اور آپکے اصحابؓ کو دُکھ دینے کیلئے مشرکین مکہ اور اُنکے سرداروں جن میں ابو جہل ایسا سفاک بھی شامل تھا کو اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل تھی۔؟ آپ ایسا ہرگز گمان نہیں کر سکتے۔ دراصل آپکی یہ دلیل ہی غلط ہے۔ اِس دلیل کو اگر ہم سچ اور جھوٹ کا معیار بنالیں تو ہر زمانے کا نبی نعوذ باللہ جھوٹا ٹھہرتا ہے اور اُسکی جھوٹی قوم نعوذ باللہ سچی ٹھہرتی ہے۔

جناب خان صاحب! ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی یا پیشگوئی مصلح موعود حضرت مرزا غلام احمدؑ پر نازل ہوئی تھی۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اِس موعود زکی غلام کو جسے آپؑ نے مصلح موعود قرار دیا تھا اپنی وفات تک اپنی صلبی اولاد میں ڈھونڈتے رہے۔ آپؑ نے اپنے جس جسمانی فرزند کو مصلح موعود سمجھا وہی لڑکا فوت ہو گیا۔ آپکے پیروکار بھی بشمول حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ حضورؑ کے گمان کی پیروی کرتے ہوئے آپکے کسی جسمانی لڑکے کو ہی مصلح موعود سمجھتے رہے۔ حضورؑ کی وفات کے بعد حضرت مولانا نور الدینؓ خلیفۃ المسیح اول منتخب ہوئے۔ آپؓ پہلے احمدی خلیفہ راشد تھے۔ آپؓ نے اپنے مختصر چھ سالہ دورِ خلافت میں حضورؑ کی بیان فرمودہ ہدایات کی روشنی میں تبلیغ اِسلام کا کام جاری رکھا اور ساتھ ساتھ قرآن و حدیث کا درس بھی دیتے رہے۔ آپؓ عمر رسیدہ ہونے کیساتھ ساتھ بہت منکسر المزاج بھی تھے۔ آپؓ چونکہ حضورؑ کی اُولاد کا بے حد احترام کرتے تھے لہٰذا مرزا محمود احمد نے اِس بے جا عقیدت کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے آپؓ کے دورِ خلافت میں ہی اپنی سیاسی کاروائیوں کا آغاز کر دیا۔ مثلاً ۱۹۰۹ء میں ایک ''انجمن اِرشاد'' بناڈالی۔ فروری ۱۹۱۱ء میں ''مجلس انصار'' بنالی۔ چونکہ ۲۰۔فروی ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں مصلح موعود کی صفات اور علامات بیان کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کچھ اِس طرح فرمایا ہے ''اُس کیساتھ فضل ہے جو اُسکے آنے کے ساتھ آئے گا۔۔۔'' لہٰذا وہ غلط دعویٰ مصلح موعود جس کا عملاً اِعلان ۱۹۴۴ء میں ہوا (اور شروعات ۱۹۰۹ء میں) اُس کی با قاعدہ بنیاد جون ۱۹۱۳ء میں اخبار ''الفضل'' جاری کر کے رکھ دی گئی تھی ۱۹۱۳ء میں ہی ''دعوۃ اِلیٰ الخیر فنڈ'' کی بنیاد رکھی گئی ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات کے موقعہ پر اپنی مخصوص لابی (Lobby) میں اپنا نام پیش کروا کر اور تائید کروا کر اپنی خلافت کی لوگوں سے بیعت لے لی۔ خلافت پر قبضے کا یہ سارا ڈرامہ اِس کمال ہوشیاری کیساتھ رچایا گیا کہ اصحاب احمدؑ کو کوئی شک نہ پڑے لیکن! ؎ تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے تھے

بعد ازاں خلیفہ ثانی صاحب نے اپنی نام نہاد خلافت کے دوران افرادِ جماعت کو ایک غیر اِسلامی اور جاسوسی نظام میں جکڑ کر یرغمال بنالیا۔ نظام کے کلیدی عہدوں پر اپنے خاندان کے علاوہ چند دیگر مخصوص و فادار خاندانوں کو بٹھا دیا گیا۔ ایک دو نظارتیں مولویوں کو بھی سونپ دی گئیں۔ اِس عجیب مصلح موعود نے ایک اور اصلاح اس طرح کی کہ آئندہ خلفاء کیلئے ایسا اِنتخابی طریقہ کار وضع کیا کہ مجلسِ شوریٰ کی بجائے اپنے ہی تنخواہ دار ملازموں کو بند کمرے میں بٹھا کر اُن سے اگلے خلیفہ کیلئے N.O.C کا سٹیفکیٹ لے لیا جاتا ہے۔ اِن مراعات یافتہ ملازموں کو بھلا اِس سے کیا غرض کہ آئندہ خلیفہ کون ہوگا۔

جناب خاں صاحب! یہ تھی وہ شیطانی ہتھکنڈوں سے حاصل کی ہوئی طاقت جس کے ذریعہ خلیفہ ثانی نے اپنا جھوٹا دعویٰ پہلے افراد جماعت سے منوایا اور ازاں بعد اب تک اُسکے جانشینوں (ثالث، رابع اور خامس جو کہ اُسی کے لڑکے اور اُسی کے خاندان سے ہیں) نے قائم رکھا ہوا ہے۔ اگر آپ ایسا عالم فاضل یا جماعت پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلے میں خلیفہ ثانی اور اُسکے جانشینوں کی اِس مکاری کو اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید سمجھتے ہیں تو پھر اِس کُلِّیہ (Law) کے مطابق مسٹر بُش کا لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کو ہلاک کرنا، آڈولف ہٹلر (Adolf Hitler) کا کروڑوں بے قصور اِنسانوں کو قتل کرنا، پاکستانی قومی اسمبلی کا احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینا اور مشرکین مکہ اور اُنکے سرداروں کا آنحضرتﷺ اور آپکے اصحابؓ کو دکھ اور تکالیف دینے کو بھی نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید سمجھ لینا چاہیے۔ لیکن خاں صاحب! آپ متذکرہ بالا واقعات کو ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید کا نتیجہ نہیں سمجھیں گے تو پھر خلیفہ ثانی کے مکاری کیساتھ خلافت احمدیہ پر کیے ہوئے قبضے اور ایک جبری نظام کیساتھ افرادِ جماعت کو آزادی ضمیر اور اِسکے اظہار سے محروم کر کے ایک جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کو افرادِ جماعت سے منوائے جانے کو آپ اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید کیسے کہہ سکتے ہیں۔؟ دراصل طاقت اور مکاری کیساتھ حاصل کیے ہوئے غلبے یا فتح کو نہ ہم فتح کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی غلبہ۔ اللہ تعالیٰ نے فتح اور غلبہ کی بنیاد دلیل کو قرار دیا ہے۔ سورۃ انفال میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

''لِّیَھْلِکَ مَنْ ھَلَکَ عَنْ بَیِّنَۃٍ وَّ یَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَۃٍ وَ اِنَّ للّٰہَ لَسَمِیْعٌ عَلِیْمٌ. (الانفال=۴۳) تا کہ وہ جو دلیل کے ذریعہ سے ہلاک ہو چکا ہے ہلاک ہو جائے اور جو دلیل کے ذریعہ سے زندہ ہو چکا ہے زندہ ہو جائے۔ اور اللہ یقیناً بہت سننے والا، بہت جاننے والا ہے۔

جناب خاں صاحب! خاکسار نے اپنے مضمون ''آمدنِ عید مبارک بادت۔ عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو'' میں زکی غلام یعنی مصلح موعود کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے مبشر اِلہامات پیش کیے ہیں۔ یہ مبشر اِلہامات قرآن مجید کی روشنی میں ہمیں آگاہ کر رہے ہیں کہ حضرت بانئے جماعت کا کوئی بھی لڑکا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتا۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اِن مبشر اِلہامات میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت بانئے سلسلہ کے کسی بھی صلبی لڑکے کو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق نہیں بنائے گا۔ جبکہ آپ مرزا محمود

احمد کے مکاری کیساتھ حاصل کیے ہوئے غلبے اور ایک جبری نظام کیساتھ افرادِ جماعت کو آزادی ضمیر اور اِسکے اِظہار سے محروم کرنے کو ایک جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے حق میں اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید قرار دے رہے ہیں۔ ؎ خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد ۔ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

آگے آپ لکھتے ہیں:۔ "See attacchment"(مشمولہ دیکھئے)

جناب خاں صاحب! آپ نے خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کی سچائی کے ثبوت کے طور پر ہندوستان کے ایک مردِ باخدا نعمت اللہ ؒ صاحب کا ۵۶۰ ہجری میں لکھا ہوا ایک قصیدہ مجھے بھیجا ہے۔حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ نے بھی یہ قصیدہ اپنے رسالہ ''نشان آسمانی'' (مطبوعہ ۱۸۹۲ء) میں اپنی صداقت کے حق میں تحریر فرمایا تھا۔اِس قصیدہ کے کل پچپن (۵۵) اشعار ہیں اور قصیدے کے بعض اشعار کی حضورؑ نے بذاتِ خود تشریح بھی فرمائی ہے۔میں قصیدے کے اشعار کے لفظی ترجمہ کیساتھ ساتھ حضورؑ کی (چوبیس اشعار کی) کی ہوئی تشریح کو بھی نقل کر رہا ہوں تا کہ قارئین کرام اور محققین کرام کو (اشعار کے لفظی ترجمہ اور حضورؑ کی تشریح کی روشنی میں) اِس قصیدہ پر غور وفکر کا موقعہ مل سکے۔قارئین یہ قصیدہ اور اِس کے بعض اشعار کی جو حضورؑ نے تشریح فرمائی ہے کو روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۷ تا ۳۷۷ پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔حضورؑ کی تشریح کو خاکسار نے نیلے رنگ سے مارک کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) قدرت کردگار مے بینم ۔ حالت روزگار مے بینم

خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھ رہا ہوں اور زمانے کے بدلتے ہوئے حالات دیکھ رہا ہوں

(۲) از نجوم ایں سخن نمے گویم۔ بلکہ از کردگار مے بینم

میں یہ باتیں علم نجوم کی بناء پر نہیں کہہ رہا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کہہ رہا ہوں

دونوں اشعار کا حضورؑ کا ترجمہ ''یعنی جو کچھ میں اِن ابیات میں لکھونگا وہ مُنجمانہ خبر نہیں بلکہ الہامی طور پر مجھ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا ہے۔''

(۳) در خراسان ومصر وشام وعراق۔ فتنہ و کارزار مے بینم

خراسان، مصر، شام اور عراق کے ممالک میں اُٹھتے ہوئے فتنے اور چھڑتی ہوئی جنگیں دیکھ رہا ہوں

(۴) ہمہ را حال مے شود دیگر۔ گر یکے در ہزار مے بینم

سب کے حالات دگرگوں ہو جائیں گے، اگر چہ ہزار میں سے صرف ایک کو دیکھ رہا ہوں

(۵) قصّہ بس غریب مے شنوم۔ غصّہ در دیار مے بینم

ایک نہایت عجیب وغریب واقعہ سن رہا ہوں، اور علاقے میں غم وغصہ دیکھ رہا ہوں

(۶) غارت و قتل لشکر بسیار ۔ از یمین و یسار مے بینم

دائیں بائیں ہر طرف لشکر کی غارت گری اور قتل دیکھ رہا ہوں

(۷) بس فرو مایگان بے حاصل۔ عالم و خواند کار مے بینم

بہت سے ناکارہ اور کمینے لوگوں کو عالم اور پڑھے لکھے ہوئے دیکھ رہا ہوں

(۸) مذہب دین ضعیف مے یابم۔ مبدع افتخار مے بینم

مذہب اور دین کو کمزور پا رہا ہوں اور اِسے فخر وغرور کا باعث دیکھ رہا ہوں

(۹) دوستان عزیز ہر قومے۔ گشتہ غمخوار خوار مے بینم

ہر قوم کے عزیز دوست اور غم خوار لوگوں کو ذلیل وخوار دیکھ رہا ہوں

(۱۰)منصب و عزل و تنگی عمال۔ ہر یکے رادو بار مے بینم

حکام کا منصب سنبھالنا، عہدے سے معزول ہونا اور دباؤ وغیرہ کو دوبار دیکھ رہا ہوں

(۱۱)ترک و تاجیک رابہم دیگر ۔خصمی و گیردار مے بینم

ترکوں اور تاجیک قبیلوں کو ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار دیکھ رہا ہوں

(۱۲)مکر و تزویر و حیلہ در ہر جا۔از صغار و کبار مے بینم

ہر چھوٹے بڑے کو مکر وفریب، دھوکے اور حیلے بہانے میں ملوث دیکھ رہا ہوں

(۱۳)بقعۂ خیر سخت گشت خراب ۔ جائے جمع شرار مے بینم

خیر اور بھلائی کے مقامات بہت خراب اور اُسکی بجائے اہل شر کو جمع ہوتے دیکھ رہا ہوں

(۱۴)اند کے امن گر بود امروز ۔ در حد کوہسار مے بینم

تھوڑا سا امن اگر آج موجود ہے تو پہاڑوں کی حدود میں ہی دیکھتا ہوں

(۱۵)گر چہ مے بینم ایں ہمہ غم نیست۔شادی غمگسار مے بینم

اگر چہ میں یہ سب کچھ دیکھ رہا ہوں مگر غم نہیں ہے کہ خوشی کو غمگسار دیکھ رہا ہوں

(۱۶)بعد امسال و چندسال دگر۔عالمے چوں نگار مے بینم

اس سال کے بعد اور چند سالوں کے بعد دنیا کو پھر محبوب کی طرح خوبصورت دیکھ رہا ہوں

(۱۷)بادشاہ مشام دانائے۔سرورِ با وقار مے بینم

میں ایک بادشاہ دیکھ رہا ہوں جو بڑا باوقار اور دانائے رازِ ازلی وابدی ہے۔

(۱۸)حکم امثال صورتے دگرست۔ نہ چو بیدار وار مے بینم

اس زمانہ کے شعور سے عاری عوام بھی کچھ بدل رہے ہیں۔

(۱۹)غین ورے سال چوں گذشت از سال۔بوالعجب کاروبار مے بینم

غ اور رے (یعنی ہجرت کے بارہ سو) سال جب گزر جائیں گے تو عجیب وغریب کاروبار کو دیکھ رہا ہوں

''یعنی بارہ (۱۲۰۰) سو سال کے گزرتے ہی عجیب عجیب کام مجھ کو نظر آتے ہیں مطلب یہ کہ تیرھویں صدی کے شروع ہوتے ہی ایک اِنقلاب دنیا میں آئے گا اور تعجب انگیز باتیں ظہور میں آئیں گی۔اور ہجرت کے باراں سو سال گزرنے کیساتھ ہی میں دیکھتا ہوں کہ بوالعجب کام ظاہر ہونے شروع ہو جائیں گے۔''

(۲۰)گر در آئینہ ضمیر جہاں ۔ گرد و زنگ و غبار مے بینم

دنیا کے ضمیر کے آئینے میں گردوغبار اور زنگ دیکھ رہا ہوں

''یعنی تیرھویں صدی میں دنیا سے صلاح وتقویٰ اُٹھ جائیگی۔فتنوں کی گرد اُٹھے گی۔گناہوں کا زنگ ترقی کرے گا اور کینوں کے غبار ہر طرف پھیلیں گے یعنی عام عداوتیں پھیل جائیں گی۔تفرقہ اور عناد بڑھ جائے گا۔اور محبت اور ہمدردی اُٹھ جائے گی مگر اِن باتوں کو دیکھ کر غم نہیں کرنا چاہیے۔''

(۲۱)ظلمت ظلم ظالمان دیار۔بے حد و بیشمار مے بینم

ملک کے ظالموں کے ظلم کی تاریکیاں بے حد و بے حساب دیکھ رہا ہوں

''یعنی ملکوں میں ظلم کا اندھیرا اِنتہا کو پہنچ جائے گا۔ حاکم رعیت پر اور ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر اور ایک شریک شریک پر ظلم کرے گا اور ایسے لوگ کم ہونگے جو عدل پر قائم رہیں۔''

(۲۲) جنگ و آشوب وفتنہ وبیداد۔ درمیان و کنار مے بینم

جنگ، بغاوت، فتنہ اور ظلم کی آگ جابجا کبھی درمیان میں اور کبھی کنارے پر بھڑکتی ہوئی دیکھ رہا ہوں

''یعنی ہندوستان کے درمیان میں اور اُسکے کناروں میں بڑے بڑے فتنے اُٹھیں گے اور جنگ ہوگا اور ظلم ہوگا۔''

(۲۳) بندہ را خواجہ وش ہمے یابم ۔خواجہ را بندہ وار مے بینم

غلام کو آقا کی طرح پا رہا ہوں اور آقا کو غلام کی طرح دیکھ رہا ہوں۔

''یعنی ایسے اِنقلاب ظہور میں آئیں گے کہ خواجہ بندہ اور بندہ خواجہ ہو جائیگا یعنی امیر سے فقیر اور فقیر سے امیر بن جائے گا۔''

(۲۴) ہر کہ ادبار یار بود امسال ۔ خاطرش زیر بار مے بینم

اس سال کے بُرے حالات سے میرا دِل بوجھل ہے۔

(۲۵) سکۂِ نو زنند بر رخِ زر ۔ در ہمش کم عیار مے بینم

سونے پر مہر لگا کر نیا سکہ جاری کریں گے اور درہم کا سکہ کھوٹا ہوتا ہوا دیکھ رہا ہوں

''یعنی ہندوستان کی پہلی بادشاہی جاتی رہے گی اور نیا سِکہ چلے گا جو کم عیار ہوگا۔ اور یہ سب کچھ تیرھویں صدی میں سلسلہ وار ظُہور میں آجائے گا۔''

(۲۶) ہر یک از حاکمان ہفت اقلیم ۔ دیگرے را دوچار مے بینم

سات ولایتوں کے حکمرانوں میں سے ہر ایک دوسرے کو مصائب سے دوچار کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں

(۲۷) ماہ را رو سیاہ مے نگرم ۔ مہر را دل فگار مے بینم

چاند کو روسیاہ (بےنور) ہوتا ہوا دیکھ رہا ہوں اور سورج کو دِلفگار (غمگین) ہوتا ہوا دیکھ رہا ہوں

(۲۸) تاجر از دور دست وبے ہمراہ۔ ماندہ در رہگذار مے بینم

تاجروں کو راستے میں بے یار و مددگار اور بےبس دیکھ رہا ہوں

(۲۹) حال ہند خراب مے یابم۔ جور ترک تتار مے بینم

ہندوستان کے حالات خراب ہوتے ہوئے اور ترکوں کے خاندان کا ظلم وستم ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہوں

(۳۰) بعض اشجار بوستان جہاں۔ بے بہار و ثمار مے بینم

دنیا کے باغ کے بعض درخت بہار سے محروم اور بے برگ وثمر ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہوں

''یعنی قحط پڑیں گے اور باغات کو پھل نہیں لگیں گے۔''

(۳۱) ہمدلی و قناعت و کنجے ۔حالیا اختیار مے بینم

اب میں لوگوں کو ہمدردی، دوستی، قناعت اور گوشہ نشینی اختیار کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں

(۳۲) غم مخور زانکہ من دریں تشویش ۔ خرمی وصل یار مے بینم

اے مخاطب! غم نہ کر۔ کیونکہ میں اس تشویش (پریشانی) میں محبوب کے وصال کی مسرت محسوس کر رہا ہوں

''یعنی اِس تشویش اور فتنہ کے زمانہ میں جو تیرھویں صدی کا زمانہ ہے غم نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ وصلِ یار کی خوشی بھی اِن فتنوں کیساتھ اور اُنکے درمیان ہے۔ مطلب یہ کہ جب تیرھویں صدی کے یہ تمام فتنے کمال کو پہنچ جائیں گے تو وصلِ یار کی خوشی اخیر صدی میں ظاہر ہوگی یعنی خدا تعالیٰ رحمت کیساتھ توجہ کرے گا۔''

(۳۳) چوں زمستان بے چمن بگذشت۔ شمس خوش بہار مے بینم

چونکہ (جب) سردی کا موسم بغیر باغ کے گزر گیا۔اسلئے اب سورج (دھوپ) کو خوشگوار (مسرت بھرا) دیکھ رہا ہوں

''یعنی جبکہ زمستان بے چمن مُراد یہ ہے کہ جب تیرھویں صدی کا موسم خزاں گزر جائیگا تو چودھویں صدی کے سر پر آفتاب بہار نکلے گا یعنی مجدد وقت ظہور کریگا۔''

(۳۴) دوراوچوں شود تمام بکام ۔ پسرش یادگار مے بینم

اُس کا زمانہ جب مقصد کے مطابق ختم ہو جائیگا تو اُس کا بیٹا اُسکی یادگار کے طور پر دیکھ رہا ہوں

''یعنی جب اُس کا زمانہ کامیابی کیساتھ گزر جائے گا تو اُسکے نمود پر اُس کا لڑکا یادگار رہ جائیگا یعنی مقدر یوں ہے کہ خدا تعالیٰ اِس کو ایک لڑکا پارسا دے گا جو اُسی کے نمونہ پر ہوگا اور اُسی کے رنگ سے رنگین ہو جائیگا اور وہ اُسکے بعد اُس کا یادگار رہوگا یہ درحقیقت اِس عاجز کی اُس پیشگوئی کے مطابق ہے جو ایک لڑکے کے بارے میں کی گئی ہے۔''

(خاکسار پہلے ذکر کر چکا ہے کہ پیشگوئی مُصلح موعود میں دو نشانوں یا دو وجودوں کی بشارت دی گئی ہے۔ایک وجیہہ اور پاک لڑکا اور دوسرا ایک زکی غلام۔اِس زکی غلام کو حضورؑ نے مصلح موعود کے نام سے پکارا ہے۔اور جیسا کہ خاکسار پہلے ثابت کر آیا ہے کہ یہ زکی غلام یعنی مصلح موعود حضورؑ کا جسمانی کی بجائے روحانی لڑکا ہے۔میرے اِلٰہی فہم کے مطابق اب آگے کے اشعار اِسی زکی غلام (روحانی فرزند) سے متعلقہ ہیں۔ناقل)

(۳۵) بندگان جناب حضرت او۔ سربسر تاجدار مے بینم

آنجناب کی خدمت میں رہنے والے خادموں کو سر پر سرداری کا تاج رکھے دیکھ رہا ہوں

''یعنی یہ بھی مقدر ہے بالآخر اُمراء اور ملوک اُسکے مُعتقد خاص ہو جائیں گے اور اُسکی نسبت ارادت پیدا کرنا بعضوں کیلئے دنیوی اقبال اور تاجداری کا موجب ہوگا۔یہ اُس پیشگوئی کے مطابق ہے جو اس عاجز کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی۔کیونکہ خدا تعالیٰ نے اِس عاجز کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تجھ پر اِس قدر فضل کروں گا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔اور ایک جگہ فرمایا کہ تیرے دوستوں اور محبوں پر بھی اِحسان کیا جائے گا۔''

(۳۶) بادشاہ تمام ہفت اقلیم ۔ شاہ عالی تبار مے بینم

بلند مقام بادشاہ کو دنیا کی سات ولایتوں پر بادشاہی کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں

''یعنی مجھ کو کشفی نظر میں وہ ایک شاہِ عالی خاندان ہفت اقلیم کا بادشاہ نظر آتا ہے۔یہ مطابق اُس پیشگوئی کے ہے جو ازالہ اوہام میں درج ہو چکی ہے اور وہ یہ ہے:۔ حکم اللّٰہ الرّحمٰن الخلیفۃ اللّٰہ السلطان سیئوتی له الملک العظیم ۔یہ اِس عاجز کی نسبت اِلہام ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ خلیفۃ اللہ بادشاہ جسکو ایک ملک عظیم دیا جائیگا اور جس پر زمین کے خزانے کھولے جائینگے۔اِس بادشاہی سے مراد اِس دُنیا کی ظاہری بادشاہی نہیں بلکہ رُوحانی بادشاہی ہے۔'' ۱؎

۱؎ حضرت عیسٰی کی نسبت بھی پہلی کتابوں میں یہ پیشگوئی تھی کہ وہ بادشاہ ہوگا اور اُسکے ساتھ لشکر ہوگا۔مگر آخر مسیح غریبوں اور مسکینوں کے لباس میں ظاہر ہوا۔اور یہودی بوجہ نہ پائے جانے ظاہری نشانوں کے مُنکر ہو گئے ۱۲

(۳۷) صورت و سیرتش چو پیغمبر۔ علم و حلمش شعار مے بینم

اِس شاہ عالی مقام کی صورت و سیرت پیغمبر جیسے ہوگی۔اور اُس کا شعار (طریقہ) علم و حلم ہوگا (یا علم و حلم کو اُس کا شعار دیکھ رہا ہوں)

''یعنی ظاہر و باطن اپنا نبی کی مانند رکھتا ہے اور شانِ نبوت اُس میں نمایاں ہے اور علم اور حلم اُس کا شعار ہے مُراد یہ کہ بباعث اپنی اتباع نبی کریم کے گویا وہی صورت اور وہی سیرت اُس کو حاصل ہوگئی ہے یہ اُس اِلہام کے مطابق ہے جو اِس عاجز کے بارے میں براہین میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے جری اللّٰہ فی الانبیاء یعنے فرستادۂ خدا در حلّہ ہائے انبیا''

(یہ یاد رہے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اُمتی نبی تھے۔۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دِل کا حلیم''۔ناقل)

(۳۸) ید بیضا کہ با او تابندہ ۔ باز با ذوالفقار مے بینم

اُسکے ید بیضا (سفید ہاتھ) میں ذوالفقار جیسی تلوار کو چمکتا دمکتا دیکھ رہا ہوں

''یعنی اُس کا وہ روشن ہاتھ جو اتمام کے حُجت کی رُو سے تلوار کی طرح چمکتا ہے پھر میں اُس کو ذولفقار کیساتھ دیکھتا ہوں یعنے ایک زمانہ ذولفقار کا تو وہ گذر گیا کہ جب ذولفقار علی کرم

اللہ وجہہ کے ہاتھ میں تھی مگر خدا تعالیٰ پھر ذوالفقار اُس امام کو دیدے گا۔ اِس طرح پر کہ اُس کا چمکنے والا ہاتھ وہ کام کرے گا جو پہلے زمانہ میں ذوالفقار کرتی تھی سو وہ ہاتھ ایسا ہوگا کہ گویا وہ ذوالفقار علی کرم اللہ وجہہ ہے جو پھر ظاہر ہوگئی ہے یہ اِس بات کی طرف اِشارہ ہے کہ وہ اِمام سلطان القلم ہوگا اور اُسکی قلم ذوالفقار کا کام دے گی۔ یہ پیشگوئی بعینہٖ اِس عاجز کے اُس الہام کا ترجمہ ہے جو اِس وقت سے دس برس پہلے براہین احمدیہ میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے کتاب الولی ذوالفقار علی۔ یعنی کتاب اِس ولی کی ذوالفقار علی کی ہے یہ اِس عاجز کی طرف اِشارہ ہے۔ اِسی بناء پر بارہا اِس عاجز کا نام مکاشفات میں غازی رکھا گیا ہے چنانچہ براہین احمدیہ کے بعض دیگر مقامات میں اِسی کی طرف اِشارہ ہے۔''

(۳۹)گلشن شرع را ہمے بویم ۔ گل دین را بہار مے بینم

شریعت کے باغ کو سونگھ رہا ہوں اور دین کے پھولوں کو پھلوں میں بدلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں

''یعنی اُس سے شریعت تازہ ہو جائیگی اور دین کے شگوفوں کو پھل لگیں گے۔ یہ اُس اِلہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۸ میں درج ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہر یک دین پر بذریعہ اس عاجز کے دین اِسلام غالب کیا جائیگا اور پھر صفحہ ۴۹۱ براہین یہ اِلہام ہے کہ خدا تجھ کو ترک نہیں کرے گا جبتک کہ خبیث اور پاک میں فرق کر کے دکھلا وے۔''

(۴۰)تا چہل سال اے برادر من ۔ دور آں شہسوار مے بینم

اِس شاہ عالی مقام اور شہسوار عالم کا زمانہ چالیس سالوں پر چھایا ہوا دیکھ رہا ہوں

''یعنی اُس روز سے جو وہ امام ملہم ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے گا چالیس (۴۰) برس تک زندگی کرے گا۔ اب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوتِ حق کیلئے بالہام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اَسی (۸۰) برس تک یا اسکے قریب تیری عمر ہے سو اِس الہام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے جن میں سے دس برس کامل گذر بھی گئے دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۸ واللّٰہ علٰی کلّ شئی قدیر اگر چہ اب تک حضرت نوح کی طرح دعوتِ حق کے آثار نمایاں نہیں لیکن اپنے وقت پر تمام باتیں پوری ہونگی۔''

(۴۱)عاصیاں از امام معصومم ۔ خجل و شرمسار مے بینم

گناہگاروں (مجرموں) کو میں اِس امام معصوم سے شرمندہ و شرمسار دیکھ رہا ہوں

''اِس بیت میں اِس بات کی طرف اِشارہ ہے کہ اُس امام کی جو چودھویں صدی کے سر پر آئیگا مخالف اور نافرمان بھی ہونگے جن کیلئے آخر خجالت اور شرمساری مقدّر ہے اِسی کی طرف اِس اِلہام میں اِشارہ ہے جو فیصلہ آسمانی میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں فتاح ہوں تجھے فتح دُونگا ایک عجیب مدد تو دیکھے گا اور سجدہ گاہوں میں گریں گے یعنے مخالف لوگ یہ کہتے ہوئے کہ خدایا ہمیں بخش کہ ہم خطا پر تھے۔''

(۴۲)غازی دوستدار دشمن کش ۔ ہمدم و یار غار مے بینم

اُس امام عالی مقام کی یہ صفات ہونگی۔ وہ غازی، دوست دار اور دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارنے والے، ہمدم اور یار غار (گہرے دوست) ہونگے

''وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک غازی ہے دوستوں کو بچانیوالا اور دشمنوں کو مارنیوالا۔''

(۴۳)زینت شرع و رونق اسلام ۔ محکم و استوار مے بینم

شریعت کی زینت اور اسلام کی رونق محکم اور مضبوط ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہوں

''یعنی اُسکے آنے سے شرع آرایش پکڑ جائے گی اور اِسلام رونق پر آجائے گا اور دین متین محمدی محکم اور اِستوار ہو جائے گا۔ یہ اُس اِلہام کے مطابق ہے جو اِس عاجز کی نسبت اِس وقت سے دس برس پہلے براہین میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے۔ بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلندتر محکم اُفتاد۔ اور یہ اِلہام ھُوَ الَّذِی ارسل رسولہ بالھُدٰی و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کُلّہ۔ دیکھو صفحہ ۲۳۹ براہین احمدیہ حاشیہ۔''

(۴۴)گنج کسریٰ و نقد اسکندر ۔ ہمہ برروئے کار مے بینم

کسریٰ ایران کے خزانے اور اسکندر کے مال کو استعمال ہوتا ہوا دیکھ رہا ہوں

(۴۵)بعد ازاں خود امام خواہد بود ۔ بس جہاں را مدار مے بینم

اس کے بعد خود امام ہونگے۔ دنیا کے ایک بڑے حصے کو اُنہیں مرکز اور مدار تسلیم کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں

(۴۶)اح م و دال مے خوانم ۔ نام آں نامدار مے بینم

میں اُنہیں اح م د پڑھتا ہوں (یعنی احمد) اور اُن کا نامِ گرامی بہت مشہور ہوتا ہوا دیکھ رہا ہوں

''یعنی کشفی طور پر مجھے معلوم ہوا ہے کہ نام اُس امام کا احمد ہوگا۔''

(۴۷)دین و دنیا ازو شود معمور۔خلق زو بختیار مے بینم

دین اور دنیا اُنکی سعادتوں اور برکتوں سے بھر جائے گی اور مخلوق خدا اُنکی وجہ سے بہت سعادت منداور بخت ور ہو جائے گی

''یعنے اُسکے آنے سے اَسلام کے دن پھریں گے اور دین کو ترقی ہوگی اور دنیا کو بھی یہ اِس بات کی طرف اِشارہ ہے کہ جو لوگ اُسکے ساتھ بدل و جان ہو جائینگے خداتعالیٰ اُنکے گناہ بخش دے گا اور دین میں اِستقامت عطا کرے گا اور وہی اِسلام کی دنیوی ترقی کا بھی پودہ ٹھہرینگے کہ خدا اُنکونشو نما دے گا اور اُن میں اور اُن کی ذریت میں برکت رکھے گا۔ یہاں تک کہ دُنیا میں بھی وہ ایک بااقبال قوم ہو جائینگی اِسی کے مطابق براہین احمدیہ میں اِلہام درج ہے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیٰمۃ. اور یہ جو اشارہ کیا کہ اُسکے آنے سے اِسلام کی دینی و دنیوی حالت صلاحیت پر آجائیگی اُسکی اصل حقیقت یہ ہے کہ جو خداتعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ اِسلام کیلئے رحمت ہو کر آتا ہے اور اُسی کیساتھ جلد یا دیر سے رحمت اِلٰہی نازل ہوتی ہے مگر اوائل میں قحط اور وباء وغیرہ کی تنبیہیں بھی اُترا کرتی ہیں اور اہلِ کشف انجام کا حال بیان کرتے ہیں نہ اِبتدائی واقعات کا۔''

(۴۸)مہدیٔ وقت و عیسیٰ دوراں ۔ ہر دو را شہسوار مے بینم

میں وقت کے مہدیؑ اور زمانے کے عیسیٰؑ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ دونوں اپنے زمانے کے شہسوار ہونگے

''یعنی وہ مہدی بھی ہوگا اور عیسیٰ بھی دونوں صفات کا حامل ہوگا اور دونوں صفات سے اپنے تئیں ظاہر کرے گا یہ آخری بیت عجیب تصریح پر مشتمل ہے جس سے صاف طور پر سمجھا جاتا ہے کہ وہ خداتعالیٰ کی طرف سے حکم پا کر عیسیٰ ہونے کا بھی دعویٰ کرے گا اور ظاہر ہے کہ یہ دعویٰ تیرہ سو برس سے آج تک کسی نے بجز اِس عاجز کے نہیں کیا کہ عیسےٰ موعود میں ہوں۔''

یہ چند اشعار ہیں جو ہم نے نعمت اللہ ولی کے قصیدہ سے جو طویل ہے برعایت اختصار لکھے ہیں ہر ایک کو چاہیے جو اپنی تسلّی کیلئے اصل ابیات کو دیکھ لے۔

وَالسَّلَامُ عَلیٰ مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰے

(۴۹)ایں جہاں را چو مصرے نگرم ۔ عدل او را حصارے مے بینم

میں اِس دنیا کو ایک شہر کی طرح دیکھ رہا ہوں اور اِسکے عدل کو قلعہ بنتے دیکھ رہا ہوں

(۵۰)ہفت باشد وزیر سلطانم ۔ ہمہ را کامگار مے بینم

میرے بادشاہ کے سات وزیر ہونگے اور میں تمام کو کامیاب اور کامران دیکھ رہا ہوں

(۵۱)بر کف دست ساقی وحدت ۔ بادۂ خوشگوارے مے بینم

اِس ساقی وحدت کے ہاتھ کی ہتھیلی پر خوش مزہ اور خوشگوار شراب کا جام دیکھ رہا ہوں

(۵۲)تیغ آہن دلاں زنگ زدہ۔کند وبےاعتبار مے بینم

فولاد جیسے مضبوط دل رکھنے والے لوگوں کی تلوار کو میں زنگ زدہ، کند اور بے اعتبار دیکھ رہا ہوں۔یعنی آہن دل لوگ بھی بیکار ہو کر رہ جائیں گے

(۵۳)گرگ بامیش شیر باآہو ۔ در چرا باقرار مے بینم

بھیڑیا اور بھیڑ،شیر اور ہرن کو چراگاہ میں بےخوف وخطر دیکھ رہا ہوں۔(یعنی کمال درجے کا امن وسکون ہے)

(۵۴)ترک عیار رست مے نگرم ۔ خصم او در خمار مے بینم

چالاک ترکوں کو سست دیکھ رہا ہوں۔اُسکے دشمن کو خمار آلود دیکھ رہا ہوں

(۵۵) نعمت اللہ نشست بر کنجے ۔ از ہمہ برکنار مے بینم

نعمت اللہ کوسب سے الگ تھلگ ہوکرایک کونے میں بیٹھتے اورسب سے کنارہ کش ہوتے دیکھ رہا ہوں

متذکرہ بالاقصیدہ کے متعلق خاکسار کی چند گذارشات

حضرت شاہ اِسماعیل شہیدؒ (۱۷۷۹ء۔۱۸۳۱ء) بارھویں صدی ہجری کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہؒ (۱۷۰۲ء۔۱۷۶۲ء) محدث دہلوی کے پوتے تھے۔آپ حضرت سید احمدؒ (۱۷۸۶ء۔۱۸۳۱ء) کی بیعت کر کے آپکے مریدوں میں شامل ہوگئے تھے۔آپ نے لگ بھگ ۱۸۲۰ء میں ایک کتاب شائع کی تھی۔اِس کتاب میں آپ نے کوشش کی تھی کہ کسی طرح آپکے مُرشد حضرت سید احمدؒ مہدی وقت قرار دیئے جائیں۔اِس غرض کیلئے آپ نے نعمت اللہؒ کا متذکرہ بالا قصیدہ ڈھونڈ کر اپنی کتاب کے ساتھ شائع بھی کیا تھا۔لیکن حضرت سید احمدؒ نے اپنی زندگی میں مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔یہ صرف آپکے مرید کی خواہش تھی۔بعدازاں حضرت سید احمدؒ اور شاہ اِسماعیلؒ دونوں ۱۸۳۱ء میں سکھوں کیساتھ جہاد کرتے ہوئے اپنوں کی غداری کی وجہ سے صوبہ سرحد میں بالاکوٹ کے مقام پر شہید ہوگئے۔بالاکوٹ میں اِن دونوں کے مزار آج بھی مرجع عام ہیں۔عالم اسلام میں سید احمد شہیدؒ کو مہدی معہود کا لقب تو نہ مل سکا لیکن آپ تیرھویں صدی کے مجدد ضرور قرار پا چکے ہیں۔۱۸۹۲ء میں حضرت بانئے جماعتؑ نے متذکرہ بالا قصیدہ کو اپنے اوپر چسپاں کیا جیسا کہ آپؑ کی کتاب سے ظاہر ہے۔اب حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو گزرے ہوئے بھی ایک صدی کا زمانہ بیت چکا ہے۔آپکے جس لڑکے نے پسر موعود (زکی غلام مسیح الزماں یا مصلح موعود) ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔اُسکے دعویٰ مصلح موعود پر بھی اب پینسٹھ (۶۵) برس گزر چکے ہیں۔اگر بنظر غور دیکھا جائے تو زمینی حقائق (Ground realities) سے ثابت ہوتا ہے کہ متذکرہ بالا قصیدہ میں بیان فرمودہ بشارات ہنوز تشنہ تکمیل ہیں۔قصیدے کے چند اشعار کی توضیح وتفسیر سے پہلے چند باتیں قارئین کے گوش گزار نا چاہتا ہوں۔ہم جانتے ہیں کہ وحی اِلٰہی کی دو بڑی اِقسام ہیں۔وحی متلو اور وحی غیر متلو۔ایسی وحی جو الفاظ کیساتھ نازل ہوا ُسے ہم وحی متلو کہتے ہیں۔مثلاً قرآن مجید کی وحی وحی متلو کے زمرے میں آتی ہے۔وحی غیر متلو ایسی وحی کو کہتے ہیں جو الفاظ کیساتھ نازل نہیں ہوتی بلکہ ملہم کے دل پر صرف اللہ تعالیٰ کا منشاء یا اِرادہ القاء ہوتا ہے۔جیسا کہ بعض اوقات آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ فلاں بات روح القدس کی طرف سے میری دل میں ڈال دی گئی ہے اور مجھے اِس میں کسی قسم کا تردّد نہیں ہے۔ایسی وحی غیر متلو یا وحی قلبی خفی کو ملہم خود اپنے الفاظ میں بیان کرتا ہے۔یہ بات درست اور قرآن مجید سے ثابت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی برگزیدہ بندے (خواہ نبی ہو یا ولی) پر اپنا کلام نازل فرماتا ہے تو بعض اوقات کلام اِلٰہی (خواب،کشف یا اِلہام) کی تفسیر یا تعبیر یا تعین کرنے میں صاحب خواب،صاحب کشف یا صاحب اِلہام کو اِجتہادی غلطی بھی لگ جاتی ہے۔مثلاً اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے:۔

”وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَانَبِیٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْٓ اُمْنِیَّتِہٖ فَیَنْسَخُ اللّٰہُ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ ثُمَّ یُحْکِمُ اللّٰہُ اٰیٰتِہٖ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ۝ لِّیَجْعَلَ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ فِتْنَۃً لِّلَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِیَۃِ قُلُوْبُھُمْ وَ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ ۝ .“(سورۃ الحج:۵۳،۵۴)ترجمہ۔اورہم نے تجھ (آنحضرت ﷺ) سے پہلے نہ کوئی رسول بھیجا نہ نبی مگر جب بھی اس نے کوئی خواہش کی،شیطان نے اُسکی خواہش کے رستہ میں مشکلات ڈال دیں۔پھر اللہ اُسکو جو شیطان ڈالتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو اُسکے اپنے نشان ہوتے ہیں اُنکو مضبوط کر دیتا ہے اور اللہ بہت جاننے والا،حکمت والا ہے۔نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو شیطان ڈالتا ہے وہ اُن لوگوں کیلئے ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہیں جنکے دلوں میں بیماری ہوتی ہے اور جنکے دل سخت ہوتے ہیں اور ظالم لوگ شدید مخالفت کرنے پر تلے رہتے ہیں۔

حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ مندرجہ بالا آیات کی تشریح میں فرماتے ہیں

”لیکن قرآن کی وحی دوسری وحی سے جو صرف معانی منجانب اللہ ہوتی ہیں تمیز کلی رکھتی ہے اور نبی کے اپنے تمام اقوال وحی غیر متلو میں داخل ہوتے ہیں کیونکہ روح القدس کی برکت اور چمک ہمیشہ نبی کے شامل حال رہتی ہے اور ہر یک بات اُسکی برکت سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور وہ برکت روح القدس سے اس کلام میں رکھی جاتی ہے لہٰذا ہر یک بات نبی کی جو نبی کی توجہ تام سے اور اُسکے خیال کی پوری مصروفیت سے اُسکے منہ سے نکلتی ہے وہ بلاشبہ وحی ہوتی ہے۔تمام احادیث اِسی درجہ کی وحی میں داخل ہیں جنکو غیر متلو وحی کہتے ہیں۔اب اللہ جلشانہ،آیت موصوفہ ممدوحہ میں فرماتا ہے کہ اِس ادنیٰ درجہ کی وحی میں جو حدیث کہلاتی ہے بعض صورتوں میں شیطان کا دخل بھی ہو جاتا ہے اور وہ اس وقت کہ جب نبی کا نفس ایک بات کیلئے تمنا کرتا ہے تو اُسکا اجتہاد غلطی کر جاتا ہے اور نبی کی اِجتہادی غلطی بھی درحقیقت وحی کی غلطی ہے کیونکہ نبی تو کسی حالت میں وحی سے خالی نہیں ہوتا وہ اپنے نفس سے کھویا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ایک آلہ کی طرح ہوتا ہے۔پس چونکہ ہر یک بات جو اُسکے منہ سے نکلتی ہے وحی ہے۔اس لیے جب اُسکے اِجتہاد میں غلطی ہوگئی تو وحی کی غلطی کہلائے گی نہ اِجتہادی غلطی۔اب خدائے تعالیٰ اسی کا جواب قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کبھی نبی کی اس قسم کی وحی جسکو دوسرے لفظوں میں اجتہاد بھی کہتے ہیں مس شیطان

سے مخلوط ہوجاتی ہے ۔اور یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب نبی کوئی تمنا کرتا ہے کہ یوں ہوجائے تب ایسا ہی خیال اُسکے دل میں گزرتا ہے جس پر نبی مستقل رائے قائم کرنے کیلئے اِرادہ کرلیتا ہے۔تب فی الفور وحی اکبر جو کلام اِلٰہی اور وحی متلو اور مہیمن ہے نبی کو اِس غلطی پر متنبہ کردیتی ہے اور وحی متلو شیطان کے دخل سے بکلی منزہ ہوتی ہے کیونکہ وہ ایک سخت ہیبت اور شوکت اور روشنی اپنے اندر رکھتی ہے اور قول ثقیل اور شدید النزول بھی ہے اور اِسکی تیز شعائیں شیطان کو جلاتی ہیں اسلئے شیطان اُسکے نام سے دور بھاگتا ہے اور نزدیک نہیں آسکتا اور نیز ملائیک کی کامل محافظت اُسکے اردگرد ہوتی ہے لیکن وحی غیر متلو جس میں نبی کا اِجتہاد بھی داخل ہے یہ قوت نہیں رکھتی ۔اِسلئے تمنا کے وقت جو کبھی شاذ و نادر اِجتہاد کے سلسلہ میں پیدا ہوجاتی ہے۔شیطان نبی یا رسول کے اِجتہاد میں دخل دیتا ہے پھر وحی متلو اِس دخل کو اُٹھا دیتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ انبیاء کے بعض اِجتہادات میں غلطی بھی ہوگئی ہے جو بعد میں رفع کی گئی۔'' (روحانی خزائن جلد۵ صفحات ۳۵۲ تا ۳۵۳)

یہ بات ذہن میں رہے کہ حضرت نعمت اللہؒ صاحب کے قصیدے کے یہ اشعار قرآن مجید کی طرح اِلہامی یعنی وحی متلو نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ خواب یا کشوف آئندہ زمانے میں ہونے والے واقعات کی جھلکیاں اپنے برگزیدہ بندے پر ظاہر فرمائی تھیں ۔ایسے خواب یا کشوف یا وحی غیر متلو کی تعبیر یا تفسیر کرنے میں بعض اوقات خواب بین یا صاحب کشف کو اِجتہادی غلطی لاحق ہوسکتی ہے اور متذکرہ بالا سطور میں اِسکی وضاحت ہوچکی ہے۔مزید وضاحت کیلئے خاکسار یہاں دو مثالیں درج کرتا ہے۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ آنحضرت ﷺ کی ایک مبارک خواب کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

(ا)''قال ابو موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رئیت فی المنام انی أ هاجر من مکۃ الیٰ ارض بھا نخل فذھب وھلی الیٰ انھا الیمامۃ او ھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب (بخاری جلد ثانی باب ہجرت النبی صلعم واصحابہ الی المدینۃ) یعنی ابو موسیٰ نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کی ہے جس میں کھجوروں کے درخت ہیں۔پس میرا خیال اِس طرف گیا کہ وہ زمین یمامہ یا زمین ہجر ہے مگر وہ مدینہ نکلا یعنی یثرب۔اب دیکھو آنحضرت ﷺ نے جنکی رؤیا وحی ہے اور جن کا اِجتہاد سب اجتہادوں سے اسلم اور اقویٰ اور اصح ہے اپنی رؤیا کی یہ تعبیر کی تھی کہ یمامہ یا ہجر کی طرف ہجرت ہوگی۔مگر وہ تعبیر صحیح نہ نکلی۔'' (براہین احمدیہ حصّہ پنجم (۱۹۰۵) بحوالہ روحانی خزائن جلد۲۱ صفحات ۱۶۸۔۱۶۹)

آنحضور ﷺ کی اس مبارک خواب سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک خواب سچی تو ہوتی ہے لیکن اِسکی تعبیر میں بعض اوقات غلطی لگ جاتی ہے۔اِسی طرح آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی نازل ہوئی۔آپؑ نے اس اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام کو اپنا جسمانی لڑکا سمجھ کر اِلہامی الفاظ ''زکی غلام'' کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ دیا۔یہ آپؑ کا اپنا ذاتی اِجتہاد اور قیاس تھا۔لیکن علم اِلٰہی میں یہ زکی غلام آپؑ کا جسمانی لڑکا نہیں تھا بلکہ آپکا روحانی فرزند تھا۔اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے کی اِس اِجتہادی غلطی کو اس طرح دور فرمایا کہ وہ آپکی نرینہ اولاد کے اِنقطاع کے بعد آپکی وفات تک آپؑ پر زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات نازل فرماتا رہا۔اِن مبشر الہامات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مہدی و مسیح کو بھی اور آپکے توسُّط سے آپکی روحانی ذریت یعنی جماعت کو بھی یہ پیغام دیدیا کہ وہ زکی غلام جسے حضرت بانئے جماعت نے اپنا جسمانی لڑکا سمجھتے ہوئے اُس کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ دیا تھا۔اُس زکی غلام نے تو ۶۔۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا ہے اور اس طرح وہ میرے پیارے برگزیدہ بندے کا کوئی جسمانی لڑکا نہیں ہوسکتا۔حضورؑ نے بھی میثاق انبیاءؑ کے مطابق ہر مبشر اِلہام کو اپنی زندگی میں شائع فرمادیا۔اب میں نے جو دو عظیم انبیائے کرامؑ کی اجتہادی غلطیوں کا ذکر کیا ہے اِن میں شعور یا نیت کا دخل نہیں تھا۔یہ غلطیاں جان بوجھ کر نہیں کی گئیں تھیں اور نہ ہی اِن اجتہادی غلطیوں کا مسائل دینیہ سے کوئی تعلق تھا۔صرف خواب یا الہام کی تعبیر میں ایک اجتہادی غلطی واقع ہوئی تھی ۔ہاں بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں سے ایسی اِجتہادی غلطیاں اِس لیے بھی کرواتا ہے تاکہ بعد ازاں وہ اپنے مومن بندوں کے ایمان کی آزمائش کرے۔

اب جب آنحضرت ﷺ کو اپنی سچی خواب کی تعبیر کرنے میں اِجتہادی غلطی لگ سکتی ہے اور آپ ﷺ کے روحانی فرزند حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو اپنی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام کو اپنا لڑکا سمجھنے میں اِجتہادی غلطی لگ سکتی ہے تو پھر حضرت نعمت اللہؒ کو اپنی خواب یا کشوف یا اِلہامات کی روشنی میں اشعار کو منظوم کرتے وقت اِلہامی واقعات کے محل و وقوع بیان کرنے میں کیا اِجتہادی غلطی نہیں لگ سکتی۔؟ یقیناً لگ سکتی ہے۔اور اِسی طرح آج سے ساڑھے آٹھ سو سال پہلے لکھے گئے قصیدہ کے اشعار کو سمجھنے اور اِنکی توضیح و تشریح کرنے میں کیا دوسروں کو اِجتہادی غلطی نہیں لگ سکتی۔؟ ضرور لگ سکتی ہے۔ اِس سے پہلے نعمت اللہؒ صاحب کے قصیدے کے اشعار کا لفظی ترجمہ اور اِس قصیدے کے بعض اشعار کی جو اِمام آخر الزماں نے تشریح فرمائی تھی درج ہوچکی ہے۔اب ذیل میں خاکسار اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی توفیق اور فہم کے مطابق اِس قصیدے کے بعض اشعار کی تشریح و توضیح کرتا ہے۔یاد رہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے معہود مہدی کے متعلق ایک نشانی کا ذکر فرمایا ہے۔جیسا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں:۔

''عَنْ مُحَمَّدبْنِ عَلِیٍّ قَالَ: اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ تَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی

اِلنّصۡفِ مِنۡہُ وَ لَمۡ تَکُوۡنَا مُنۡذُ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ .''(سنن دار قطنی کتاب العیدین باب صفۃ صلوٰۃ الخسوف والکسوف)۔

ترجمہ۔حضرت امام محمد باقر (حضرت امام علی زین العابدین کے صاحبزادے اور حضرت امام حسینؓ کے پوتے) روایت کرتے ہیں کہ ہمارے مہدی کی سچائی کے دو نشان ایسے ہیں کہ جب سے زمین وآسمان پیدا ہوئے وہ کسی کی سچائی کیلئے اس طرح ظاہر نہیں ہوئے۔چاند کو اُسکے گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ (یعنی ۱۳) کو گرہن ہوگا اور سورج کو اُسکے گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ (یعنی ۲۸) کو گرہن ہوگا اور جب سے اللہ نے زمین وآسمان کو پیدا کیا، اِن دونوں کو اِس سے پہلے بطور نشان کبھی گرہن نہیں ہوا۔

مہدی معہود کے متعلق آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ ''خسوف وکسوف'' کی اِس نشانی کا حضرت نعمت اللہؒ نے اپنے قصیدے کے شعر نمبر ۲۷ میں ذکر فرمایا ہے۔جیسا کہ آپؒ فرماتے ہیں:۔

(۲۷) ماہ را رو سیاہ مے نگرم ۔ مہر را دل فگار مے بینم

چاند کو روسیاہ (بے نور) ہوتا ہوا دیکھ رہا ہوں اور سورج کو دلفگار (غمگین) ہوتا ہوا دیکھ رہا ہوں

اپنے رسالہ ''نشان آسمانی'' میں حضورؑ نے اِس قصیدے کے اشعار کی تشریح کرتے وقت شعر نمبر ۲۷ کی تشریح نہیں فرمائی ہے۔غالباً اِس کی وجہ یہ ہے کہ حضورؑ نے اپنے دعویٰ مہدویت (۱۸۹۱) کے بعد یہ رسالہ ۱۸۹۲ء میں تحریر فرمایا تھا۔جبکہ آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق ''خسوف وکسوف'' کا یہ نشان ۱۸۹۴ء کے ماہِ رمضان میں (۱۳۔رمضان ۱۳۱۱ھ بمطابق ۲۱۔مارچ ۱۸۹۴ء چاند گرہن اور اِسی ماہِ رمضان کی ۲۸ کو بمطابق ۲۸۔اپریل ۱۸۹۴ء سورج گرہن) آسمان پر ظاہر ہوا تھا۔بلاشبہ حضرت بانئے جماعتؑ کے دعویٰ مہدویت کی صداقت کے حق میں یہ ایک کھلی آسمانی گواہی تھی۔

خاکسار نے اپنا تحریری دعویٰ غلام مسیح الزماں (بشکل کتاب غلام مسیح الزماں) خلیفہ رابع کی خدمت میں مورخہ ۱۰۔جون ۲۰۰۲ء کو بھیجا تھا۔میں نے اپنے خط نمبر ۳ میں خلیفہ رابع صاحب کو لکھ دیا تھا کہ آپ میرے دعویٰ غلام مسیح الزماں کا جماعت میں اعلان بھی فرما دیں۔یہاں پر کوئی سوال کرسکتا ہے کہ میں یعنی خاکسار نے خلیفہ رابع کی زندگی میں اپنے طور پر دعویٰ غلام مسیح الزماں کا اِعلان کیوں نہ کیا۔؟ تو جواباً عرض ہے کہ خاکسار کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پابند کیا گیا تھا کہ میں خلیفہ رابع کی زندگی میں اپنے طور پر دعویٰ غلام مسیح الزماں کا اعلان نہ کروں۔اللہ تعالیٰ نے چونکہ خلیفہ رابع کو میری سچائی کا مُصَدِّق بنایا تھا لہٰذا میرے دعویٰ غلام مسیح الزماں کا اعلان کرنا بھی اُنکے منصبِ خلافت کی ذمہ داری تھی۔لیکن افسوس ہے کہ اُنہوں نے اپنی یہ ذمہ داری ادا نہ کی۔خاکسار قارئین کیلئے اطلاعاً عرض کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق حضرت نعمت اللہؒ کے اِس شعر میں بیان فرمودہ (خسوف وکسوف) پیشگوئی کا عملی مظاہرہ ایک بار پھر میرے دعویٰ غلام مسیح الزماں کے بعد آسمان پر ہوا ہے۔میرے دعویٰ (۱۰۔جون ۲۰۰۲ء) کے بعد ۱۳۔رمضان ۱۴۲۴ھ بمطابق ۸۔نومبر ۲۰۰۳ء بروز ہفتہ چاند گرہن ہوا اور اِسی ماہِ صیام کی اٹھائیس تاریخ بمطابق ۲۳۔نومبر ۲۰۰۳ء بروز اتوار کو سورج گرہن ہوا۔آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق رونما ہونیوالا خسوف وکسوف کا یہ نشان اگر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی سچائی پر خاص آسمانی نشان تھا تو پھر آج یہی آسمانی نشان غلام مسیح الزماں کی صداقت کیلئے آسمانی شہادت کیوں نہیں ہوسکتا۔؟ بالکل ہوسکتا ہے اور ہے۔الحمد لله .قصیدے کے شعر نمبر ۴۸ میں حضرت نعمت اللہؒ کچھ اِس طرح فرماتے ہیں۔

(۴۸) مہدی وقت و عیسیٰ دوراں ۔ ہر دو را شہسوار مے بینم

میں وقت کے مہدیؑ اور زمانے کے عیسیٰؑ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ دونوں اپنے زمانے کے شہسوار ہونگے

اِس شعر میں شاعر نے اُمتِ محمدیہ کے ایک متفقہ عقیدے کا ذکر فرمایا ہے کہ آخری زمانہ میں اُمت میں سے کوئی شخص بطور مہدی مبعوث ہوگا۔اور ساتھ ہی اُنہی دِنوں میں موسوی مسیح عیسیٰ ابن مریم (جو مسلمانوں اور عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق آسمان پر زندہ بیٹھے ہوئے ہیں) کا آسمان سے نزول ہوگا۔اور یہ دونوں وجود کافروں سے جنگیں کریں گے اور اِس طرح بڑے کشت وخون کے بعد وہ دین اسلام کو دنیا میں غالب کردیں گے۔ہم دیکھتے ہیں کہ اِس شعر میں مسلمانوں کے اِسی رسمی عقیدے کی جھلک نظر آرہی ہے۔حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ نے اِس شعر کی تشریح کے سلسلہ میں ابن ماجہ کی حدیث (ولا المھدی الا عیسی بن مریم ۔ترجمہ اور نہیں مہدی مگر عیسیٰ ابن مریم) کے مطابق یہ جو فرمایا ہے کہ آپؑ کا وجود اطہر دونوں (مہدوی اور عیسوی) صفات سے رنگین ہے۔یہ درست ہے اور تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمایئے میری کتاب ''غلام مسیح الزماں'' کے باب ''میثاق النبیین'' کے تحت ''غلام مسیح الزماں کی خبر احادیث میں'' کا عنوان۔لیکن اِس شعر میں شاعر نے مہدی اور مسیح کے متعلق ''ہر دو را شہسوار مے بینم'' فرما کر بظاہر دو علیحدہ علیحدہ وجودوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔اب سوال ہے کہ شعر میں اِن دو شہسواروں یعنی مہدی اور مسیح سے کیا مراد ہے۔؟ جیسا کہ ہم جانتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اُمت میں وقتِ مقررہ پر حضرت مرزا غلام احمدؑ کو بطور مہدی مبعوث فرمایا تھا۔مزید برآں یہ بھی یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی بعثت سے بھی پہلے آپ کو آگاہ کیے

مریمی روحانی مقام سے آگاہ فرما دیا تھا۔جیسا کہ درج ذیل اِلہامات سے ثابت ہے:۔

(۱)''یَاادَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ . یَا مَرْیَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ . یَا اَحْمَدُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ. نَفَخْتُ فِیْکَ مِنْ لَّدُنِّیْ رُوْحَ الصِّدْقِ. ''اے آدم۔اے مریم۔اے احمد تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاوٴ۔میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجھ میں پھونک دی ہے۔(براہین احمدیہ ۱۸۸۳ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۹۰ تا ۵۹۱ و تذکرہ صفحہ ۵۵)

(۲)''فَاَجَآءَ ھَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَۃِ قَالَتْ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ ھٰذَاوَ کُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا.ھُزِّیْٓ اِلَیْکِ بِجِذْعِ النَّخْلَۃِ تُسٰقِطْ عَلَیْکِ رُطَبًا جَنِیًّا۔پس اُسے دردِ زہ مجبور کر کے ایک کھجور کے تنے کی طرف لے گئی۔کہا اے کاش! میں اِس سے پہلے مر جاتی اور میری یاد مٹا دی جاتی۔کھجور کی ٹہنی کو پکڑ کر اپنی طرف ہلا۔وہ تجھ پر تازہ بتازہ پھل پھینکے گی۔''(براہین احمدیہ ۱۸۸۳ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۵۱ و جلد ۱ صفحہ ۲۵۰)

(۳)''لَقَدْ جِئْتِ شَیْئًا فَرِیًّامَا کَانَ اَبُوْکِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا کَانَتْ اُمُّکِ بَغِیًّا.''(اے مریم) تو نے بہت برا کام کیا ہے۔تیرا باپ تو برا آدمی نہیں تھا اور تیری ماں بھی بدکار نہیں تھی۔(کشتی نوح (۱۹۰۲) بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۵۱)

(۴)''اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ .وَلِنَجْعَلَہٗ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَۃً مِّنَّا وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا.قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْہِ تَمْتَرُوْنَ۔'' کیا اللہ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں۔اور ہم اُسکو لوگوں کے لیے ایک نشان بنا دینگے اور اپنی طرف سے رحمت اور یہ بات اِبتداء سے مقدر تھی۔اور ایسا ہی ہونا تھا۔یہی قول حق ہے جس میں لوگ شک کر رہے ہیں۔(براہین احمدیہ ۱۸۸۳ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۵۱)

(۵)''ز درگاہِ خدا مردے بصد اعزاز می آید۔مبارک بادت اے مریم کہ عیسیٰ باز می آید''(مکتوب پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ صفحہ ۶، تذکرہ ص ۶۸۴) ترجمہ۔خدا کی درگاہ سے ایک مرد بڑے اعزاز کیساتھ آتا ہے۔اے مریم تجھے مبارک ہو کہ عیسیٰ دوبارہ آتا ہے۔

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے پہلے اُمتِ محمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے کسی ولی یا مجدد کو مریمی روحانی مقام نہیں بخشا تھا۔اور یہ بات بھی ہمیشہ ذہن میں رکھنی چاہیے کہ عمومی دستور (بلند روحانی مقام کے بعد چھوٹے روحانی مقام کا ذکر نہیں کیا جاتا) سے ہٹ کر ایک کامل صالح مرد جسے اللہ تعالیٰ نے بہت سارے انبیا کے روحانی مقام بھی بخشے ہوئے تھے! ؎

میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں ۔ نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

اُسے موسوی سلسلہ کی ایک کامل صالحہ عورت حضرت مریمؑ کا روحانی مقام بخشنے میں کیا حکمت تھی۔؟ سو جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے اِس فعل میں یہ بھید پوشیدہ تھا کہ آئندہ زمانے میں محمدی مریم کو بھی اُس کی دُعا کی قبولت کے نتیجہ میں موسوی مریم کی طرح ایک زکی غلام بخشا جانا تھا جیسا کہ یہ حقیقت ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی سے ثابت ہے۔اللہ تعالیٰ نے موسوی زکی غلام (یعنی مسیح ابن مریم) کی طرح محمدی مریم کے زکی غلام کو بھی مسیحائی نفس بنانا تھا۔اب اِن اِلہامات سے یہ بات تو قطعی طور پر ثابت ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے ذریعہ آپکی ذریت یعنی جماعت احمدیہ اور عالم اِسلام کو ایک مسیحی نفس وجود کا وعدہ بخشا ہوا ہے۔ظاہر ہے اِس زکی غلام یا اِس مسیح ابن مریم نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد آئندہ کسی زمانے میں نزول فرمانا ہے۔متذکرہ بالا اِلہامات کے علاوہ خاکسار یہاں حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کے اپنے ارشادات بھی نقل کرتا ہے جن میں آپؑ نے دنیا کو آئندہ زمانے میں ایک مسیح ابن مریم کے نزول کی خبر دی ہے۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۱)''میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہوگیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار ۱۰۰۰۰ بھی مثیل مسیح آ جائیں ہاں اس زمانہ کیلئے میں مثیل مسیح ہوں اور دوسرے کی انتظار بے سود ہے اور یہ بھی ظاہر رہے کہ یہ کچھ میرا ہی خیال نہیں کہ مثیل مسیح بہت ہو سکتے ہیں بلکہ احادیث نبویہ کا بھی یہی منشاء پایا جاتا ہے۔کیونکہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا کے آخیر تک قریب تیس ۳۰ کے دجال پیدا ہوں گے۔اب ظاہر ہے کہ جب تیس ۳۰ دجال کا آنا ضروری ہے تو بحکم لکل دجال عیسے ۔تیس مسیح بھی آنے چاہیں۔پس اس بیان کی رو سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آ جائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آ سکیں۔کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کیساتھ نہیں درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے۔اور جبکہ یہ حال ہے تو پھر علماء کیلئے اشکال ہی کیا ہے ممکن ہے کہ کسی وقت انکی یہ مراد بھی پوری ہو جائے۔''(ازالہ اوہام ۱۸۹۱ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۳ صفحات ۱۹۷۔۱۹۸)

حضورؑ کے اِن الفاظ سے ثابت ہے کہ آپؑ کے خیال میں بھی حدیثوں سے ایک سے زیادہ مسیحائی نفس وجودوں کے نزول کا عندیہ ملتا ہے۔ثانیاً۔یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضورؑ جانتے تھے کہ آئندہ زمانے میں کوئی ایسا مسیح ابن مریم بھی آ سکتا ہے جس پر احادیث کے بعض ظاہری الفاظ بھی صادق آ جائیں۔

(۲)''اب یہ سوال بھی قابل حل ہے کہ مسیح ابن مریم تو دجال کیلئے آئے گا۔آپ اگر مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہو کر آئے ہیں تو آپ کے مقابل پر دجال کون ہے؟اس سوال کا

جواب میری طرف سے یہ ہے کہ گو میں اس بات کو تو مانتا ہوں کہ ممکن ہے کہ میرے بعد کوئی اور مسیح ابن مریم بھی آوے اور بعض احادیث کی رو سے وہ موعود بھی ہو۔اور کوئی ایسا دجال بھی آوے جو مسلمانوں میں فتنہ ڈالے مگر میرا مذہب یہ ہے کہ اس زمانہ کے پادریوں کی مانند کوئی اب تک دجال پیدا نہیں ہوا اور نہ قیامت تک پیدا ہوگا۔''(ایضاً۔صفحہ ۳۶۲)

حضورؑ کے اِن الفاظ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ کو پتہ تھا اور آپ ایمان بھی رکھتے تھے کہ آئندہ زمانے میں بھی کوئی ایسا مسیح ابن مریم آسکتا ہے جو بعض احادیث کی رُو سے موعود ہو۔

(۳)''اور اگر مولوی صاحب یہ عذر پیش کریں کہ ہم نے اگر چہ اپنے ریویو میں امکانی طور پر مثیل مسیح ہونا آپ کا مان لیا ہے اور ایسا ہی ظلی اور روحانی طور پر مسیح موعود ہونا بھی مان لیا ہے۔لیکن ہم نے یہ کب مانا ہے کہ آپ بہمہ وجوہ ان پیشگوئیوں کے مصداق کامل ہیں جو مسیح ابن مریم کے بارہ میں صحاح میں موجود ہیں؟ اس عذر کا جواب یہ ہے کہ اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتا ہے اور ممکن ہے کہ ظاہری جلال اور اقبال کے ساتھ بھی آوے۔''(ایضاً۔صفحات ۲۵۰۔۲۵۱)

حضورؑ کے یہ الفاظ بھی خبر دے رہے ہیں کہ مسیح ابن مریم کے متعلق احادیث میں جو نشانیاں بیان فرمائی گئی ہیں وہ آپؑ کے وجود میں کامل طور پر پوری نہیں ہوئیں تھیں۔اور آپ سمجھتے تھے کہ ممکن ہے کہ آپکے بعد کسی آئندہ زمانے میں احادیث میں بیان فرمودہ نشانیوں اور جلال اور اقبال والا مسیح ابن مریم بھی آجاوے۔مزید آپؑ فرماتے ہیں۔

(۴)''اِس مسیح کو بھی یاد رکھو جو اس عاجز کی ذریت میں سے ہے جس کا نام ابن مریم بھی رکھا گیا ہے کیونکہ اس عاجز کو براہین میں مریم کے نام سے بھی پکارا ہے۔''(ایضاً۔صفحہ ۳۱۸)

حضورؑ نے اپنے اِن الفاظ میں بڑے واضح طور پر بتا دیا ہے کہ میرے بعد میری جماعت میں ایک مسیح ابن مریم نزول فرمائے گا۔آپؑ فرماتے ہیں کہ اُمت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مریم بنایا ہے اور چونکہ وہ (زکی غلام) میری دُعا کا نتیجہ ہوگا لہٰذا وہ مسیح ابن مریم کے نام سے موسوم ہوگا۔اب خلفائے جماعت،علمائے جماعت اور نظام جماعت کے عہدیداران جو دن رات بڑی ڈھٹائی سے یہ جھوٹ بولتے رہتے ہیں کہ اب کسی مجدد نے نہیں آنا اُنکے اِس جھوٹے موَقف کو حضورؑ کے یہ الفاظ رد کر رہے ہیں۔مزید برآں جب ہم اِس مضمون کا جائزہ لینے کیلئے احادیث پر غور وفکر کرتے ہیں تو آنحضرتﷺ کی بعض احادیث سے بھی یہ حقیقت بخوبی واضح اور ثابت ہوجاتی ہے کہ اُمت محمدیہ میں نازل ہونیوالا کوئی ایک مسیح موعود نہیں بلکہ ایک سے زیادہ ہیں۔دوسری حقیقت احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتی ہے اور جیسا کہ اُمت محمدیہ کا متفقہ عقیدہ بھی ہے کہ مہدی اور مسیح دو الگ الگ وجود ہیں۔میں نے چونکہ اپنے مضامین میں اِس موضوع کا تفصیلاً ذکر کیا ہوا ہے لہٰذا یہاں بغرضِ اجمال صرف دو احادیث پیش کرتا ہوں:۔

(۱)''عَنِ ابْنِ عَبَّاس رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ مَرْفُوْ عًا قَالَ لَنْ تَھْلُکَ اُمَّۃٌ اَنَا فِیْ اَوَّ لِھَا وَ عِیْسیٰ بْنُ مَرْیَمَ فِیْ اٰخِرِھَا وَ الْمَھْدِیُ وَ سَطِھَا.''(کنز العمال ۲/ ۱۸۷۔جامع الصغیر ۲/ ۱۰۴ بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ ۴۰۲) ترجمہ۔حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا۔وہ اُمت ہرگز ہلاک نہیں ہوسکتی جس کے شروع میں،میں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) اور درمیان میں مہدی ہونگے۔

حدیقۃ الصالحین کے موجودہ ایڈیشن میں جہاں اور بہت ساری حدیثیں نکال دی گئی ہیں وہاں یہ حدیث بھی مجموعہ سے نکال دی گئی ہے۔آخر ایسا کیوں۔؟؟؟؟؟

(۲)''عَنْ جَعْفَرٍؓ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِﷺ اَبْشِرُوْا اَبْشِرُوْا اِنَّمَامَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْغَیْثِ لَا یُدْرٰی اٰخِرُہٗ خَیْرٌ اَمْ اَوَّلُہٗ اَوْ کَحَدِیْقَۃٍ اُطْعِمَ مِنْھَا فَوْجٌ عَامًا ثُمَّ اُطْعِمَ فَوْجٌ عَامًا لَعَلَّ اٰخِرَھَا فَوْجًا اَنْ یَّکُوْنَ اَعْرَضَھَاعَرْضًاوَاَعْمَقَھَاعُمْقًا وَّاَحْسَنَھَا حُسْنًا کَیْفَ تَھْلِکُ اُمَّۃٌ اَنَا اَوَّلُھَا وَالْمَھْدِیُّ وَسْطُھَا وَالْمَسِیْحُ اٰخِرُھَاوَلٰکِنْ بَیْنَ ذَالِکَ فَیْجٌ اَعْوَجُ لَیْسُوْا مِنِّیْ وَلَااَنَا مِنْھُمْ. رواہ رزین.''(مشکوۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۲۹۳) ترجمہ۔جعفرؓ اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا (حضرت امام حسینؓ۔ناقل) سے روایت کی ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا تم خوش ہوؤ اور خوش ہوؤ۔میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے یہ نہیں جانا جاتا اس کا اول بہتر ہے یا آخر یا اس کی مثال باغ کی مانند ہے۔اس سے ایک سال تک ایک فوج کھلائی گئی پھر ایک فوج ایک دوسرے سال کھلائی گئی شاید کہ جب دوسری فوج کھائے وہ بہت چوڑا اور بہت گہرا اور بہت اچھا بن جائے۔وہ اُمت کیسے ہلاک ہو جسکے اول میں،میں ہوں،مہدی اُسکے وسط میں اور مسیح اُسکے آخر میں ہے۔لیکن اِسکے درمیان ایک کجرو جماعت ہوگی اِنکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا اِنکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

یہ دونوں احادیث بھی آنحضرتﷺ کے فرمان کے مطابق بڑی وضاحت کیساتھ مہدی معہود اور مسیح موعود کو دو مختلف وجود بتا رہی ہیں اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بھی فرمایا ہے

کہ حدیثوں کے مطابق اُمت محمدیہ میں ایک سے زیادہ مسیحوں کی خبر ملتی ہے۔مزید برآں حضورؑ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے بعد نازل ہونیوالے ایک مسیح ابن مریم کا وعدہ دیا ہے۔حضورؑ نے اِس زکی غلام مسیح الزماں کو مصلح موعود کا نام دیا ہوا ہے۔قصیدے کے متذکرہ بالا شعر کو جب ہم حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے وجود پر چسپاں کرتے ہیں تو ابتک کے زمینی حقائق اِسکی تائید اور توثیق نہیں کرتے (اُلٹا ہم احمدی تو اور بہت سارے مصائب کا شکار بن چکے ہیں)۔اور یہ بات بھی ممکن نہیں ہے کہ یہ دونوں وجود (مہدی اور زکی غلام) ایک وقت میں ظاہر ہوکر اپنے اپنے اِصلاحی ایجنڈے کی تکمیل کریں کیونکہ آقا اور غلام ایک وقت میں ظاہر نہیں ہوسکتے۔لازماً موعود زکی غلام مسیح الزماں جسے حضورؑ نے مسیح ابن مریم قرار دیا ہے کو آقا کے بعد آئندہ کسی زمانے میں ظاہر ہونا ہے۔اب عین ممکن ہے کہ متذکرہ بالا شعر کا مضمون حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد آئندہ کسی زمانے میں آپکے موعود زکی غلام مسیح الزماں کے وجود میں پورا ہوجائے۔لیکن یہاں پھر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ شعر میں مہدی اور مسیح دونوں کا ذکر ہے۔اگر شعر میں مسیح سے مراد زکی غلام مسیح الزماں یا مسیح ابن مریم یا مصلح موعود ہے تو پھر اُسکے ساتھ مہدی کون ہوگا۔؟اِس سلسلہ میں خاکسار گذارش کرتا ہے۔کہ حضرت مہدیؑ دنیا میں آئے اور دنیا میں اپنا مفوضہ کام کرکے چلے گئے۔آپؑ اپنے بعد زکی غلام کی بشارت کیساتھ ساتھ ایک جماعت بھی قائم کرکے گئے ہیں۔یہ ظاہر ہے کہ اُس زکی غلام مسیح الزماں (مسیح ابن مریم) نے حضورؑ کے بعد اسلام میں آپ کی جماعت میں سے ہی ظاہر ہونا ہے۔جب وہ زکی غلام ظاہر ہوگا تو اُسکے ظہور کے وقت حضرت مہدیؑ کے بعد آپکی جماعت آپکی قائم مقام ہوگی۔زکی غلام مسیح الزماں کے نزول کے بعد جب اللہ تعالیٰ کے فضل کیساتھ وہ مقبول عام ہوجائے گا تو پھر ممکن ہے جماعت اور زکی غلام مسیح الزماں کی جدوجہد کے نتیجہ میں متذکرہ بالا شعر کا مضمون عملی رنگ میں پورا ہوجائے۔درجِ بالا حدیث میں آنحضرتﷺ نے جس کجرو جماعت (فیج اعوج) کا ذکر فرمایا ہے۔اِس کجرو جماعت سے کیا مراد ہے۔؟

فَیْجٌ اَعْوَجُ سے مراد۔؟

بانئے جماعت حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ۲۔نومبر ۱۹۰۴ء کو سیالکوٹ شہر میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے ایک مجمع کثیر میں ایک لیکچر دیا تھا۔اِس لیکچر میں آپؑ نے دین اسلام کا دوسرے مذاہب سے موازنہ فرماتے ہوئے نہ صرف اِسکی حقانیت کا اثبات فرمایا بلکہ اِسکے ایک زندہ اور قابل عمل مذہب ہونے کا بھی ثبوت پیش کیا۔اگرچہ حضورؑ نے اپنی کتب میں کافی جگہوں پر ''فیج اعوج'' کے متعلق روشنی ڈالی ہے لیکن ''لیکچر سیالکوٹ'' میں آپؑ اِسکے متعلق فرماتے ہیں:۔

''تمام نبیوں کی کتابوں سے اور ایسا ہی قرآن شریف سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے آدم سے لے کر اخیر تک دنیا کی عمر سات ہزار برس رکھی ہے اور ہدایت اور گمراہی کیلئے ہزار ہزار سال کے دَور مقرر کئے ہیں۔یعنی ایک وہ دَور ہے جس میں ہدایت کا غلبہ ہوتا ہے اور دوسرا وہ دَور ہے جس میں ضلالت اور گمراہی کا غلبہ ہوتا ہے۔اور جیسا کہ میں نے بیان کیا خدا تعالیٰ کی کتابوں میں یہ دونوں دَور ہزار ہزار برس پر تقسیم کئے گئے ہیں۔اوّل دَور ہدایت کے غلبہ کا تھا۔اس میں بُت پرستی کا نام ونشان نہ تھا۔جب یہ ہزار سال ختم ہوا تب دوسرے دَور میں جو ہزار سال کا تھا طرح طرح کی بت پرستیاں دنیا میں شروع ہوگئیں اور شرک کا بازار گرم ہوگیا اور ہر ایک ملک میں بت پرستی نے جگہ لے لی۔پھر تیسرا دَور جو ہزار سال کا تھا اِس میں توحید کی بنیاد ڈالی گئی اور جس قدر خدا نے چاہا دنیا میں توحید پھیل گئی۔پھر ہزار چہارم کے دَور میں ضلالت نمودار ہوئی۔اور اسی ہزار چہارم میں سخت درجہ پر بنی اسرائیل بگڑ گئے۔اور عیسائی مذہب تخم ریزی کیساتھ ہی خشک ہوگیا۔اور اُس کا پیدا ہونا اور مرنا گویا ایک ہی وقت میں ہوا۔پھر ہزار پنجم کا دَور آیا جو ہدایت کا دَور تھا۔یہ وہ ہزار ہے جس میں ہمارے نبیﷺ مبعوث ہوئے اور خدا تعالیٰ نے آنحضرتﷺ کے ہاتھ پر توحید کو دوبارہ دنیا میں قائم کیا۔پس آپ کے منجانب اللہ ہونے پر یہی ایک نہایت زبردست دلیل ہے کہ آپ کا ظہور اُس ہزار کے اندر ہوا جو روزِ ازل سے ہدایت کیلئے مقرر تھا۔اور یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں سے یہی نکلتا ہے اور اِسی دلیل سے میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس تقسیم کی رُو سے ہزار ششم ضلالت کا ہزار ہے اور وہ ہزار ہجرت کی تیسری صدی کے بعد شروع ہوتا ہے اور چودھویں صدی کے سرتک ختم ہوتا ہے۔اِس ششم ہزار کے لوگوں کا نام آنحضرتﷺ نے فیج اعوج رکھا ہے اور ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں۔'' (لیکچر سیالکوٹ نومبر ۱۹۰۴ء بحوالہ روحانی خزائن جلد۲۰ صفحات ۲۰۷ تا ۲۰۸)

یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ لامحدود علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور چنیدہ بندوں کا علم بھی اُتنا ہی ہوتا ہے جتنا علیم وخبیر ہستی اُنہیں بخشتی ہے۔جیسے جیسے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے علم میں اضافہ فرماتا ہے ویسے ہی علمی نظریات بھی بدل جایا کرتے ہیں اور یہ کوئی گناہ اور اچنبھے کی بات نہیں۔خاکسار یہاں اپنے آقا کی ہی مثال پیش کرتا ہے۔مثلاً حضورؑ نے ۱۹۰۱ء سے پہلے نبوت کے متعلق جس قسم کے عقیدے کا اظہار فرمایا تھا وہ اُس الٰہی علم کی روشنی میں فرمایا تھا جو ۱۹۰۱ء سے پہلے تک آپؑ کو حاصل تھا۔اسی طرح ۱۹۰۱ء کے بعد سے وفات تک آپؑ نے نبوت کے متعلق جس عقیدے کا اظہار فرمایا ہے وہ اُس اِلٰہی علم کی روشنی میں فرمایا تھا جو اللہ تعالیٰ نے ۱۹۰۱ء کے بعد آپؑ کو عطا فرمایا تھا۔اور یہ کوئی جائے اعتراض نہیں کیونکہ ''ہرسخن وقتے و ہرنکتہ مقامے دارد''۔ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنے عہد مبارک میں ہمارے آدم کے ششم ہزار کو ''فیج

اعوج'' کا زمانہ قرار دیا ہے۔نومبر ۱۹۰۴ء میں آپؑ نے ''فیج اعوج'' کے متعلق یہ جو فرمایا تھا وہ بلا شبہ اُس وقت تک بالکل درست تھا۔آج حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے موعود زکی غلام کو اللہ تعالیٰ نے ''فیج اعوج'' کے متعلق جو فہم و فراست عطا فرمائی ہے تو اِس سلسلہ میں گزارش ہے کہ '' فَیْجٌ '' کے لغوی معانی لوگوں کی جماعت کے ہیں اور '' اَعْوَجُ '' کے معانی کجی کے ہیں۔لہٰذا ''فیج اعوج'' سے مراد ایک کجرو جماعت کے ہیں۔اب سوال ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے مبارک الفاظ میں کس کو ''فیج اعوج یعنی کجرو جماعت'' قرار دیا تھا ۔جواباً عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کم و بیش ایک صدی قبل اپنے وعدہ کے موافق حضرت مرزا غلام احمدؑ کو بطور مہدی معہود و مسیح موعود مبعوث فرمایا تھا۔اپنی بعثت سے بھی پہلے آپؑ نے ایک پاک جماعت کی بنیاد رکھی اور اِس کا نام ''جماعتِ احمدیہ'' تجویز فرمایا۔حضورؑ کی بعثت سے پہلے عالم اِسلام بہتر (۷۲) گروپوں میں بٹا ہوا تھا۔یہ سب گروہوں میں بٹے ہوئے فرقے تھے۔مثلاً۔اہل سنت۔اہل حدیث۔اہل قرآن اور اہل تشیّع وغیرہ وغیرہ۔خلفائے راشدین کے بعد اِن فرقوں میں سے کوئی بھی فرقہ با اِمام نہیں تھا اور جب تک کسی گروہ یا فرقے کا اِمام نہ ہو ہم اُسے جماعت نہیں کہہ سکتے۔حضورؑ کی قائم کردہ جماعت احمدیہ آپکی وفات کے چند سال بعد یعنی ۱۹۱۴ء تک صراطِ مستقیم پر قائم رہی۔حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کی رحلت کے وقت جماعت احمدیہ میں بعض ایسے احباب موجود تھے جنہوں نے بعد ازاں نفسانی خواہشات کی پیروی کرنی تھی ۱۹۱۴ء کے بعد اِن احباب نے اپنے اپنے گروپ بنا لیے۔دونوں گروپوں کے سرغنہ مرزا بشیر الدین محمود احمد اور مولوی محمد علی صاحب تھے۔قادیانی گروپ کا سربراہ خلیفۃ المسیح کہلوانے لگا جبکہ لاہوری گروپ کے سربراہ نے اپنے لیے امیر جماعت احمدیہ یا امیر المومنین کی اصطلاح پسند فرمائی۔جب ہم تقویٰ اور دیانتداری کیساتھ جماعت احمدیہ کے دونوں گروپوں کے عقائد کا جائزہ لیتے ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں گروپ افراط و تفریط کا شکار ہوئے ہیں۔یہ دونوں فریق حضرت بانئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عقائد میں دخل دے کر نعوذ باللہ اپنے اپنے زعم میں آپؑ کے عقائد کو ٹھیک کرتے رہے۔اِن دونوں گروپوں کے لیڈران نے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی زندگی میں ہی ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار ہو کر اپنے اپنے ایجنڈے پر کام شروع کر دیا تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ اِنہیں اپنی زندگی میں سمجھاتے بجھاتے رہے اور یہ لوگ وقتی طور پر دب بھی جاتے تھے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح کی نصائح کے باوجود یہ لوگ اپنی نفسانی خواہشات سے نجات نہ حاصل کر سکے۔جماعتی اِفتراق کا آغاز اِس وقت ہوا جب حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات کے وقت ایک شخص نے حضرت بانئے جماعتؑ کی مقرر کردہ مجلس اِنتخاب (صدر انجمن احمدیہ) کو یکسر نظر انداز (ignore) کرتے ہوئے نام نہاد اِنتخاب کا ڈرامہ رچا کر نہایت مکاری اور عیاری کیساتھ خلافت کے نام پر جماعتی قیادت پر قبضہ کر لیا۔اِس واقعہ سے دل برداشتہ ہو کر اصحاب احمد کی اکثریت قادیان چھوڑ کر لاہور چلی گئی۔بعد ازاں اِن دونوں گروپوں نے افرادِ جماعت کو اپنی اپنی طرف مائل کرنے کیلئے بانئے سلسلہ کے عقائد حقہ میں کمی بیشی کر لی۔یہی وہ سنگین غلطیاں اور نفسانی فتور تھے جن کی اصلاح کیلئے جماعت احمدیہ میں ایک مسیحائی نفس وجود کا وعدہ دیا گیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد مہدی معہود اور مسیح موعود کا ذکر فرماتے ہوئے یہ جو فرمایا تھا کہ اِسکے درمیان ایک کجرو جماعت ہوگی اِنکا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور میرا اِنکے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔میرے دینی فہم کے مطابق اِس کجرو جماعت سے مراد جماعت احمدیہ ہی ہے جو اولاً دو دھڑوں میں تقسیم ہوئی اور بعد ازاں کچھ لوگوں نے اِسے کچھ کا کچھ بنا دیا۔ اِس قصیدے کے متعلق اپنی معروضات پیش کرتے وقت میرے لیے ضروری تھا کہ میں اِسکی ترتیب سے ہٹ کر اشعار نمبر ۲۷ اور ۴۸ کی تشریح پہلے کروں۔قصیدے کے شعر نمبر ۳۳ کے بعد یہ قصیدہ ''پسر موعود یعنی روحانی فرزند'' کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔اور بعد کے اشعار میں نویسندہ نے اُسکے کارناموں اور اُسکی خدمت اِسلام کا ذکر فرمایا ہے۔جیسا کہ شعر نمبر ۳۴ میں حضرت نعمت اللہؒ صاحب فرماتے ہیں:۔

(۳۴) دور او چوں شود تمام بکام ۔ پسرش یادگار مے بینم

اُس کا زمانہ جب مقصد کے مطابق ختم ہو جائیگا تو اُس کا بیٹا اُسکی یادگار کے طور پر دیکھ رہا ہوں

اِس شعر میں یہ جو فرمایا گیا ہے کہ اُس کا ایک بیٹا بطور اُسکی یادگار دیکھ رہا ہوں۔اہم سوال یہ ہے کہ شعر میں ''پسر'' سے مراد کیا ہے۔؟ جاننا چاہیے کہ اِس ''پسر'' سے حضرت مہدی و مسیح موعود کا جسمانی بیٹا ہرگز مراد نہیں ہے کیونکہ حضورؑ کا کوئی بھی جسمانی لڑکا ''زکی غلام'' کی پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں نہیں آتا۔اِس ''پسر'' سے مراد آپؑ کا روحانی فرزند ہے جس نے ۶۔۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا ہے۔لہٰذا جو لوگ مرزا بشیر الدین محمود احمد کو ''پسر موعود'' سمجھ کر اور بنا کر بیٹھے ہیں اُنکے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

(۳۵) بندگان جناب حضرت او ۔ سربسر تاجدار مے بینم

آنجناب کی خدمت میں رہنے والے خادموں کو سر پر سرداری کا تاج رکھے دیکھ رہا ہوں

یہ شعر بھی شاعر نے پسرِ موعود یعنی زکی غلام مسیح الزماں کے متعلق لکھا ہے۔جہاں تک خلیفہ ثانی کا تعلق ہے تو وہ خلیفہ ثانی بنے۔دعویٰ مصلح موعود کیا اور اپنے دعویٰ مصلح موعود کو سچا ثابت کرنے کیلئے باون (۵۲) سال تک اپنی من گھڑت (من گھڑت اِس لیے کہ بانئے سلسلہ نے ایسی نشانیاں نہیں بتائی تھیں) باون (۵۲) نشانیوں کیساتھ کوشش کرتے رہے۔

اب اُنہیں فوت ہوئے بھی چوالیس (۴۴) سال ہو گئے ہیں۔ جماعت احمدیہ ربوہ گروپ نے ہر سال یوم مصلح موعود منا منا کر احمدیوں کے دماغ ماؤف کر دیئے ہیں لیکن اِسکے باوجود اُسکے خادموں کے سر پر سرداری کے تاج دیکھنا تو درکنار بذاتِ خود اُسے تو ربوہ کے اِردگرد کے لوگ نہیں جانتے۔ ہاں اُسکے خاص الخاص خدام ہر سال اُس پر بدکرداری کا حلفاً الزام ضرور لگاتے رہے۔

(۳۶) بادشاہ تمام ہفت اقلیم ۔ شاہ عالی تبار مے بینم

بلند مقام بادشاہ کو دنیا کی سات ولایتوں پر بادشاہی کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اور خلیفہ ثانی صاحب جنہوں نے مصلح موعود یا دوسرے الفاظ میں زکی غلام مسیح الزماں ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اُس کو فوت ہوئے بھی چوالیس (۴۴) سال گزر چکے ہیں۔ میں افرادِ جماعت سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ اِس شعر کا مضمون حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اور خود ساختہ مصلح موعود خلیفہ ثانی پر کسی رنگ میں منطبق کر سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر وہ مصلح موعود کیسے ہو گیا۔؟

(۳۷) صورت و سیرتش چو پیغمبر۔ علم و حلمش شعار مے بینم

اِس شاہ عالی مقام کی صورت و سیرت پیغمبر جیسے ہوگی۔ اور اُسکا شعار (طریقہ) علم و حلم ہوگا (یا علم و حلم کو اُس کا شعار دیکھ رہا ہوں)

قصیدہ نویس فرماتے ہیں کہ اُس (زکی غلام) کا دعویٰ نبی ہونے کا نہیں ہوگا بلکہ وہ اپنے آپکو صرف مجدد اور مصلح موعود کہے گا۔ اِس شعر میں بھی شاعر نے زکی غلام مسیح الزماں کی وہی صفات بیان کیں ہیں جن کا ذکر ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں موجود ہے۔ مثلاً۔ ''وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم''۔ خلیفہ ثانی تو اپنی مغلیہ ٹھاٹ باٹ اور حکومت کو قائم کرنے کیلئے ساری زندگی غریب احمدیوں کو اخراج اور مقاطعہ کی سزائیں دیتے رہے۔ وہ کہاں کے حلیم تھے۔؟

(۳۸) ید بیضا کہ با او تابندہ ۔ باز با ذوالفقار مے بینم

اُسکے ید بیضا (سفید ہاتھ) میں ذوالفقار جیسی تلوار کو چمکتا دمکتا دیکھ رہا ہوں

یہاں ''ذوالفقار'' سے مراد عظیم الشان علمی برہانِ قاطع ہے اور خاکسار کامل یقین رکھتا ہے کہ یہ وہی اِلہامی اِلٰہی نظریہ (Virtue is God) ہے۔ اِنشاءاللہ تعالیٰ وقت آنے پر یہ ''اعلیٰ اِنتہائی ہمہ گیر نظریہ'' باطل کے مقابلہ پر ذوالفقار کا کام دکھائے گا۔

(۳۹) گلشن شرع راہمے بوئیم ۔ گل دین را ببار مے بینم

شریعت کے باغ کو سونگھ رہا ہوں اور دین کے پھولوں کو پھلوں میں بدلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں

اِس شعر کا مضمون بھی زکی غلام مسیح الزماں کی زندگی میں پورا ہوگا انشاءاللہ تعالیٰ۔ میں اُن لوگوں سے پوچھتا ہوں جو خلیفہ ثانی کو مصلح موعود مصلح موعود کہتے نہیں تھکتے۔ خلیفہ ثانی کے باون سالہ دورِ حکومت میں دین کے پھلوں کو پھل تو کیا لگنے تھے۔ اُلٹا اُس نے اپنے دورِ حکومت میں ایک جبری نظام کیساتھ شریعت اور دین اسلام کا حلیہ بگاڑ دیا ہے۔ اگر وہ مصلح موعود تھا تو پھر سوچیں اور غور کریں کہ آج آپ کہاں کھڑے ہیں۔؟ خلیفہ ثانی اور اُسکے جانشینوں کی حکومتی حرص و ہوا کی بدولت ہی تو ہم دولخت اور دائرہ اِسلام سے خارج ہو کر بیٹھے ہیں۔ آپ کس منہ سے اُسے مصلح موعود قرار دے رہے ہیں،؟ کیا مصلح موعودوں کی اصلاح اور خدمت یہی رنگ لایا کرتی ہے۔؟

(۴۳) زینت شرع و رونق اسلام۔ محکم و استوار مے بینم

شریعت کی زینت اور اسلام کی رونق محکم اور مضبوط ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہوں

آج دین اسلام کی کیا حالت ہے۔؟ آج مسلمان غیر مسلموں کی نظروں میں دہشت گرد بنے بیٹھے ہیں۔ اور مسلمان اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے میں بھی ندامت محسوس کرتے ہیں۔ جو احمدی خلیفہ ثانی کو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق سمجھتے ہیں۔ میرا اُن سے سوال ہے کہ جس وجود کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔'' کیا ایسے وجود کے ظہور کے بعد بھی اسلام کی یہ حالت ہوگی جو آجکل ہے۔؟ خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے پہلے غلبۂ اسلام کیلئے دُعا سکھائی اور پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کیساتھ آپکی دُعا میں شامل ہو کر یہ دُعا مانگنے کی توفیق بخشی ہے۔ وقت آنے پر اللہ تعالیٰ اِس دُعا میں میری مناجات کو اِنشاءاللہ تعالیٰ ضرور پوری فرمائے گا۔ دُعا کے چند اشعار درجِ ذیل ہیں:۔

تو پاک مجھ کو کردے ،اور نیک بھی بنادے ۔ اسلام کی محبت،دل میں میرے بٹھا دے
ہر آن رکھوں دیں کو ، دنیا پہ میں مقدم ۔ اسلام کی فتح کا ، ہو فکر مجھ کو ہر دم
اسلام کی صداقت دنیا میں،میں پھیلاؤں ۔ شمعِ ہدایت ، ہر گھر میں ، میں جلاؤں
اسلام پر جیؤں میں ، اسلام پر ، مروں میں ۔ ہر قطرہ اپنے خوں کا ، اِس کی نظر کروں میں

(۴۴) گنجِ کسریٰ و نقد اسکندر ۔ ہمہ برروئے کارمے بینم

کسریٰ ایران کے خزانے اور اسکندر کے مال کو استعمال ہوتا ہوا دیکھ رہا ہوں

کیا خلیفہ ثانی کے دورِ حکومت میں بھی احمدیوں نے اِس شعر کے مضمون کو پورا ہوتے دیکھا ہے۔؟ ہرگز نہیں۔خلیفہ ثانی اور اُسکے جانشینوں نے تو چندے لگا لگا کر احمدیوں کا برا حال کردیا ہے۔گنج کسریٰ اور نقد اسکندر کو تو کسی احمدی نے نہیں دیکھا ہے۔یہ شعر بھی افرادِ جماعت کی توجہ پیشگوئی مصلح موعود کی طرف مبذول کرواتا ہے۔کیا آپ پیشگوئی مصلح موعود کو وقت سے پہلے ہی کسی غیر مصداق پر تو چسپاں کر کے نہیں بیٹھ گئے۔؟ فَاعْتَبِرُوا یااُولِی الْاَبْصَارِ!!!

(۴۵) بعد ازاں خود امام خواہد بود ۔ بس جہاں را مدار مے بینم

اس کے بعد خود امام ہونگے۔دنیا کے ایک بڑے حصے کو اُنہیں مرکز اور مدار تسلیم کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں

اِس شعر میں بھی زکی غلام مسیح الزماں کی حالت بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے دنیا کے ایک بڑے حصے کا مرکز اور مدار بنائے گا۔کیا خلیفہ ثانی کو بھی دنیا کے ایک بڑے حصے نے مرکز اور مدار تسلیم کیا تھا۔؟ ہرگز نہیں۔برائے مہربانی سوچو اور غور کرو۔جس طرح تم پیشگوئی مصلح موعود کو پورا کر کے بیٹھے ہوئے ہو اِس طرح پیشگوئیاں پوری نہیں ہوا کرتیں۔خدارا فہم و فراست سے کام لو۔

(۴۷) دین و دنیا ازو شود معمور۔خلق زو بختیار مے بینم

دین اور دنیا اِنکی سعادتوں اور برکتوں سے بھر جائے گی اور مخلوق خدا اُنکی وجہ سے بہت سعادت منداور بختاور ہوجائے گی

خلیفہ ثانی اور اُسکے جانشینوں نے احمدیوں پر جوجبری چندے لگائے ہیں اُسکے نتیجہ میں چند خاندان تو ضرور برکتوں سے بھرے ہیں اور بختاور بھی ہوگئے ہیں لیکن دوسری طرف عام احمدی بیچارے پس کر رہ گئے ہیں۔اُنکے گھر دین اور دنیا کی سعادتوں اور برکتوں سے بھرنے تو الگ رہے۔اُنکے پاس جو تھا وہ بھی اُخروی اَجر وثواب کا لالچ دیدے کر لوٹ لیا گیا ہے۔اور جو کسر رہ گئی تھی وہ ''وصیت کارڈ'' کو استعمال کرکر کے نکال دی گئی اور مسلسل نکالی جارہی ہے۔اِنا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۴۹) ایں جہاں را چو مصرے نگرم۔عدل اورا حصارمے بینم

میں اس دنیا کو ایک شہر کی طرح دیکھ رہا ہوں اور اسکے عدل کو قلعہ بنتے دیکھ رہا ہوں

اس شعر کا مضمون بھی نہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ اور نہ ہی خود ساختہ پسر موعود (مصلح موعود) کے وقت میں پورا ہوا ہے۔خلیفہ ثانی کے باون (۵۲) سالہ دورِ حکومت میں دنیا نے تو کیا عدل کا قلعہ بننا تھا ہم احمدیوں کو گھر یعنی جماعت میں عدل و انصاف نہ مل سکا۔اُلٹا ہم اَسیر بنا لیے گئے ہیں۔ہاں آج میڈیا میں جو ترقی ہوئی ہے اِسکی بدولت دنیا ایک شہر (global village) کی شکل اختیار کر چکی اور کرتی چلی جارہی ہے۔اور اِس سے کوئی بھی اِنکار نہیں کرسکتا۔یہی زمانہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے روحانی فرزند یعنی زکی غلام مسیح الزماں کا ہے۔اے افرادِ جماعت! یہ اشعار بھی تم پر ظاہر کر رہے ہیں کہ پیشگوئی مصلح موعود تم ایسے وجود پر لگا بیٹھے ہو جو اِس پیشگوئی کا قطعاً مصداق نہیں تھا۔

(۵۰) ہفت باشد وزیر سلطانم ۔ ہمہ را کامگار مے بینم

میرے بادشاہ کے سات وزیر ہونگے اور میں تمام کو کامیاب اور کامران دیکھ رہا ہوں

کیا خلیفہ ثانی بھی کسی ملک کا بادشاہ تھا اور کیا اُسکے بھی سات (۷) کامیاب و کامران وزیر تھے۔؟ ہاں یہ بات صحیح ہے کہ اُس نے جماعت میں ضرور ڈنڈا چلایا اور احمدیوں کو خارج داخل کرتا رہا۔

(۵۱) بر کف دست ساقی وحدت ۔ بادۂ خوشگوار مے بینم

اس ساقی وحدت کے ہاتھ کی ہتھیلی پر خوش مزہ اور خوشگوار شراب کا جام دیکھ رہا ہوں

افرادِ جماعت خاکسار کا اِلٰہی نظریہ (Virtue is God) پڑھ کر وحدت کی خوش مزہ اور خوشگوار شراب سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

(۵۳) گرگ بامیش شیر باآہو ۔ در چرا باقرار مے بینم

بھیڑیا اور بھیڑ، شیر اور ہرن کو چراگاہ میں بے خوف وخطر دیکھ رہا ہوں۔ (یعنی کمال درجے کا امن وسکون ہے)

کیا افرادِ جماعت نے خلیفہ ثانی کے دورِ حکومت میں اِس شعر میں بیان فرمودہ امن وآشتی کا زمانہ دیکھا ہے۔ احمدیوں نے ایسی امن وآشتی کو تو کیا دیکھنا تھا۔ وہ تو بیچارے زندگی بھر جماعت میں خلیفہ ثانی کی جاری کردہ سزاؤں کو دیکھتے اور سہتے رہے۔

جناب خاں صاحب: ۔آپ نے حضرت نعمت اللہؒ صاحب کے قصیدے کو میری طرف خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کی سچائی کے طور پر بھیجا تھا۔ یہ قصیدہ آپکے سامنے بھی ہے اور میرے سامنے بھی اور افرادِ جماعت کے سامنے بھی رہے گا۔ اگرچہ حضرت بانئے جماعتؑ نے اِس قصیدہ کو اپنے اوپر چسپاں کیا تھا لیکن قصیدہ کے اشعار بھی بتا رہے ہیں اور میرے دینی فہم کے مطابق بھی یہ قصیدہ دراصل غلام مسیح الزماں (پسر موعود یا مصلح موعود) کے متعلق اور اُسکے زمانہ کے متعلق ہے۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ شعر نمبر ۳۳ سے پہلے اُسکے زمانے کے حالات کا ذکر ملتا ہے اور شعر نمبر ۳۴ سے لے کر آخر تک اِسی وجود کی سیرت وصورت اور کارناموں کا ذکر ہوتا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس قصیدہ میں بیان فرمودہ کوئی ایک کارنامہ بھی افرادِ جماعت خلیفہ ثانی کے وجود میں ثابت نہیں کر سکتے۔ لہٰذا یہ قصیدہ خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کو کلیتًا جھٹلا رہا ہے۔

جناب خاں صاحب! ہوسکتا ہے آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ پیشگوئی مصلح موعود یا حضرت نعمت اللہؒ کے قصیدے کی نشانیاں آپ (اس عاجز) کے وجود میں بھی پوری نہیں ہیں۔ تو اِس ضمن میں عرض ہے کہ میرے اور مرزا بشیر الدین محمود احمد کے حالات میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ مرزا محمود احمد بانئے جماعت حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کے فرزند اکبر تھے۔ افرادِ جماعت کی آنکھوں کا تارا تھے۔ نوجوانی میں منصبِ خلافت پر بیٹھ گئے یا افرادِ جماعت نے اُنہیں بٹھا دیا۔ لاکھوں کی جماعت آپکی نہ صرف معاون اور مددگار تھی بلکہ افرادِ جماعت نے اپنی جان مال عزت اوقاتِ کار اور اولاد تک آپ پر قربان کر رکھی تھی۔ سینکڑوں علمائے جماعت اور مربیان آپکی علمی اور قلمی معاونت کیلئے ہمہ وقت حاضر رہتے تھے۔ آپ کو باون (۵۲) سال جماعت احمدیہ کی قیادت کیلئے ملے اور آپ اس طویل عرصہ میں پیشگوئی مصلح موعود کو اپنے وجود میں پورا کرنے کی بھرپور کوششیں کرتے رہے۔ اِسکے باوجود نتیجہ آپکے سامنے ہے۔ اگر خلیفہ ثانی مصلح موعود ہوتے تو آج افرادِ جماعت کی کیا یہ حالت ہوتی۔؟ خلیفہ ثانی اور اُسکے جانشینوں کی بے وقت سیاسی طالع آزمائیوں کی بدولت آج ہم دائرہ اِسلام سے ہی خارج ہو کر بیٹھے ہیں۔ آج ہمارا حال بھی دو ہزار سال پہلے کی طرح یہودیوں ایسا ہو چکا ہے جنہیں صلیبِ مسیح ابن مریم کے بعد نہ زمین قبول کرنے کیلئے تیار تھی اور نہ ہی آسمان۔ وہ مغضوب اور مقہور ہونے کی بدولت دنیا میں جگہ جگہ اپنے لیے پناہیں ڈھونڈتے پھرے۔ لہٰذا میرے حالات وواقعات کی خلیفہ ثانی کیساتھ کسی طرح بھی کوئی مناسبت نہیں۔ میرے معاملات اور حالات تو موسوی ابن مریمؑ سے ملتے ہیں۔ جس طرح اُس مظلوم کو ایک ظالم یہودی نظام کا سامنا کرنا پڑا بعینہٖ آج میں بھی ایک ظالم محمودی نظام کا شکار ہوں۔ جو سلوک غریب موسوی مسیح ابن مریم اور اُسکے حواریوں کیساتھ ہوا تھا وہی سلوک آج میرے اور میرے اہل وعیال اور میرے اصحاب کیساتھ بھی ہو رہا ہے۔ جہاں تک اِلٰہی مامورین کی صداقت کا سوال ہے تو اِس کا فیصلہ (judgement) اُنکے غلبہ پر نہیں ہوتا بلکہ دلائل کیساتھ ہوتا ہے۔ خاکسار خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کا جھوٹا ہونا قطعی دلائل کیساتھ ثابت کر چکا ہے اور جماعت احمدیہ اِس معاملہ میں کلیتًا میرے دلائل کے آگے بے بس اور عاجز ہو چکی ہے۔ اور اگر کسی میں تقویٰ ہو تو یہی معجزہ میرے صدق پر کافی گواہی ہے۔

پیشگوئی مہدی معہود کا اِطلاق

اِسلامی روایات کے مطابق مہدی معہود سے مراد ایک ایسا ہدایت یافتہ بزرگ ہے جس کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیامت کے قریب ظہور ہوگا اور اُسکی وجہ سے دینِ اِسلام دنیا پر غالب آ جائے گا۔ اِس بزرگ کو اِمام آخر الزماں بھی کہتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں کہ کسی موعود وجود سے متعلقہ پیشگوئی دیدہ ودانستہ یا غلطی فہمی کی وجہ سے کوئی غیر موعود وجود اپنے اوپر چسپاں کر لے یا کسی غیر موعود وجود پر چسپاں کر دی جائے۔ تاریخ اِسلام میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ تک بہت سے ایسے اشخاص ہو گزرے ہیں جنہوں نے مہدی معہود یا امام آخر الزماں ہونے کا دعویٰ کیا تھا لیکن اُنکے دعویٰ کے بعد ثابت ہو گیا کہ اُنکا دعویٰ غلط فہمی پر مبنی تھا یا پھر یہ کہ مدعی بیشک نیک دِل اور حق پرست بزرگ تھا مگر مہدی معہود نہیں تھا۔ اُمت میں ایسے مدعیان کا سلسلہ ختم نہیں ہوا بلکہ ہنوز جاری ہے۔ ہم سب جانتے اور ایمان رکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ مہدی معہود سے متعلقہ پیشگوئی کے اصل مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ تھے اور آپکے دعویٰ مہدویت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ۱۸۹۴ء میں آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق

خسوف وکسوف کا آسمانی نشان ظاہر فرما کر آپکے دعویٰ کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت فرمادی تھی۔لیکن اِسکے باوجود آپکے دعویٰ مہدویت سے پہلے اُمت میں کم وبیش چونسٹھ (۶۴) کے قریب ایسے مدعیان مہدویت ہوگزرے ہیں جن میں سے بعض نے تو دیدہ ودانستہ جھوٹے دُعاوی کیے اور بعض کے دُعاوی غلط فہمی پر مبنی تھے۔اِن مدعیان کے اَسماد رج ذیل ہیں:۔

(۱) صاف ابن صیاد مدنی (۲) اسود عنسی (۳) طلیحہ اسدی (۴) مسیلمہ کذّاب (۵) سجاح بنت حارث تمیمیہ (۶) مختار ابن ابوعبید ثقفی (۷) حارث کذّاب دمشقی (۸) مغیرہ بن سعید عجلی (۹) بیان بن سمعان تمیمی (۱۰) ابومنصور عجلی (۱۱) صالح بن طریف برباطی (۱۲) بہافرید نیشاپوری (۱۳) اسحاق اخرس مغربی (۱۴) استاد سلیس خراسانی (۱۵) ابوعیسیٰ اسحاق اصفہانی (۱۶) حکیم مقنع خراسانی (۱۷) عبداللہ میمون اہوازی (۱۸) بابک بن عبداللہ خرمی (۱۹) احمد بن کیال بلخی (۲۰) یحییٰ بن فارس ساباطی (۲۱) علی بن محمد خارجی (۲۲) حمدان بن اشعت قرمط (۲۳) یحییٰ بن زکرویہ قرمطی (۲۴) حسین بن زکرویہ معروف بہ صاحب الشامہ (۲۵) عبیداللہ مہدی (۲۶) علی بن فضل یمنی ابوطاہر قرمطی (۲۷) حامیم بن من اللہ محکسی (۲۸) محمد بن علی شلغانی (۲۹) عبدالعزیز باسندی (۳۰) ابولطیب احمد بن حسین متنبی (۳۱) ابوعلی منصور ملقب بہ الحاکم بامراللہ اصغر بن ابوالحسینی تغلبی (۳۲) ابو عبداللہ ابن شباس صیمری (۳۳) حسن بن صباح حمیری (۳۴) رشیدالدین ابوالحشر سنان محمد بن عبداللہ بن تومرت حسنی (۳۵) ابوالقاسم احمد بن قسی (۳۶) علی بن حسن (۳۷) شمیم (۳۸) محمود واحد گیلانی (۳۹) عبدالحق بن سبعین مرسی (۴۰) احمد بن عبداللہ منتم (۴۱) عبداللہ داعی شامی (۴۲) عبدالعزیز طرابلسی (۴۳) اویس رومی (۴۴) احمد بن ہلال حسانی (۴۵) سید محمد جونپوری (۴۶) حاجی محمد فرہی (۴۷) جلال الدین اکبر بادشاہ (۴۸) سید محمد نوربخش جونپوری (۴۹) بایزید روشن جالندھری (۵۰) احمد بن عبداللہ سلجماسی (۵۱) احمد بن علی محیرثی (۵۲) محمد مہدی ازکی (۵۳) سبانائی (۵۴) محمد بن عبداللہ کرد (۵۵) میر محمد حسین مشہدی (۵۶) مرزا علی محمد باب شیرازی (۵۷) ملا محمد علی بارفروشی (۵۸) زرین تاج المعروف قرۃ العین (۵۹) شیخ بھیک (۶۰) شیخ محمد خراسانی (۶۱) مومن خاں اُچی (۶۲) مرزا یحییٰ نوری المعروف صبح ازل (۶۳) بہاء اللہ نوری (۶۴) محمد احمد مہدی سوڈانی (۶۵) حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ (۶۶) یحییٰ عین اللہ بہاری (۶۷) محمد بن عبداللہ جہینی۔(اُردو اِنسائیکلو پیڈیا جلد دوم صفحہ ۱۶۵۴ ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز)

اِس فہرست میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کے بعد بھی دو اشخاص ایسے گزرے ہیں جنھوں نے مہدی معہود ہونے کے دُعاوی کیے تھے۔مزید برآں تاریخ اِسلام سے یہ بھی ثابت ہے کہ کہ بعض بزرگوں نے بذاتِ خود مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا بلکہ اُنکے پیروکاروں نے اُنہیں مہدی معہود خیال کرتے ہوئے اِس پیشگوئی کا اُنہیں مصداق سمجھ لیا تھا۔مثلاً شاہ اِسماعیل شہیدؒ نے ۱۸۲۰ء کے لگ بھگ اپنے مُرشد سیّد احمد شہید کو مہدی معہود خیال کرتے ہوئے یہ پیشگوئی اُن پر چسپاں کرنے کی کوشش کی تھی جیسا کہ بانئے جماعت حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

’’مولوی محمد اِسماعیل صاحب شہید دہلوی جس زمانہ میں اِس کوشش میں تھے کہ کسی طرح اُنکے مُرشد سیّد احمد صاحب مہدی وقت قرار دیئے جائیں اُس زمانہ میں اُنہوں نے اِس قصیدہ (نعمت اللہؒ کا قصیدہ۔ناقل) کو حاصل کر کے بہت کچھ سعی کی کہ یہ پیشگوئی اُنکے حق میں ٹھہر جائے یہانتک کہ اُنہوں نے اپنی کتاب کیساتھ بھی اُسکو شائع کر دیا۔لیکن اُس پیشگوئی میں وہ پتے اور نشان دیئے گئے تھے کہ کسی طرح سیّد احمد صاحب اُن علامات کے مصداق نہیں ٹھہر سکتے تھے۔ہاں یہ سچ ہے کہ اُس پیشگوئی کے مصداق کا نام احمد لکھا ہے یعنی اُس آنیوالے کا نام احمد ہوگا اور نیز یہ بھی اِشارہ پایا جاتا ہے کہ وہ ملک ہند میں ہوگا اور نیز یہ بھی لکھا ہے کہ وہ تیرھویں صدی میں ظہور کریگا۔پس بنظرِ سرسری خیال گزر سکتا ہے کہ سیّد احمد صاحب میں یہ تینوں علامتیں تھیں لیکن ذرہ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اُس پیشگوئی کو سیّد احمد صاحب موصوف سے کچھ بھی تعلق نہیں کیونکہ اوّل تو اِن اشعار سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہ مجدّد موعود تیرھویں صدی کے اوائل میں نہیں ہوگا بلکہ تیرھویں صدی کے اخیر پر کئی واقعات اور حادثات اور فتن کے ظہور کے بعد ظہور کرے گا یعنی چودھویں صدی کے سر پر ہوگا۔مگر ظاہر ہے کہ سیّد احمد صاحب نے تیرھویں صدی کے نصف تک بھی زمانہ نہیں پایا۔پھر چودھویں صدی کا مجدّد اُن کو کیونکر ٹھہرایا جائے۔‘‘(نشان آسمانی مطبوعہ ۱۸۹۲ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۴ صفحات ۳۶۳۔۳۶۴)

حضورؑ کے اِس اقتباس سے درجِ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:۔

(۱) بقول حضرت بانئے جماعت آپؑ سے پہلے مہدی معہود سے متعلقہ پیشگوئی کو شاہ اِسماعیل شہیدؒ نے اپنے مُرشد سیّد احمد شہیدؒ پر چسپاں کیا تھا۔

(۲) حضورؑ فرماتے ہیں کہ نعمت اللہؒ کے قصیدے میں بعض ایسی نشانیاں اور پتے دیئے گئے ہیں جن کی وجہ سے سیّد احمد شہیدؒ مہدی معہود سے متعلقہ پیشگوئی کے مصداق نہیں ٹھہر سکتے۔

(۳) نیز آپؑ فرماتے ہیں کہ کسی صدی ہجری میں فوت ہونیوالا کوئی شخص اُس سے اگلی صدی ہجری کا مجدّد یا مصلح نہیں ٹھہر سکتا۔

سچا مجدّد یا مصلح صدی ہجری کا چہارم حصّہ ضرور پاتا ہے

آنحضرتﷺ نےفرمایاہے:۔’’اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلىٰ رَأسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَتٍ مَّنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا.‘‘یعنی اللہ عزّ وجل ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو مبعوث کرتا رہے گا جو اس کیلئے اس کے دین کی تجدید کرتا رہے گا۔(سنن ابوداؤد جلد۲ کتاب الملاحم بحوالہ مشکوٰۃ شریف جلد ا صفحہ ۱۷)

آنحضرتﷺ کے فرمان کے مطابق اُمت میں مجددین کا یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے موافق جاری ہے جو اُس نے سورۃ الحجر آیت نمبر ۱۰’’ اِنَّـا نَـحنُ نَزّلنا الذِّكرَ وَانّالَه لَـحَـا فِـظُـون یعنی اِس ذکر(قرآن) کو ہم نے ہی اُتارا ہے اور ہم یقیناً اِسکی حفاظت کریں گے‘‘میں فرمایا ہے۔چونکہ یہ حدیث ایک پیشگوئی پر مشتمل تھی اور ہر صدی کے سر پر یہ پیشگوئی پوری ہو کر اس حدیث کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کرتی رہی ہے لہٰذا مجددین کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری وساری ہے اور اس میں تخلّف ہرگز ممکن نہیں۔دوسری بات یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ مجدّد صدی ہجری نہ صرف صدی ہجری کے سر پر ظاہر ہوتا ہے بلکہ بعض علماء کے نزدیک وہ متعلقہ صدی ہجری کا چہارم حصّہ ضرور پاتا ہے۔جیسا کہ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

’’یہ عجیب بات ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر جس قدر بجز میرے لوگوں نے مجدّد ہونے کے دعوے کیے تھے۔جیسا کہ نواب صدیق حسن خان بھوپال اور مولوی عبدالحی لکھنوَ وہ سب صدی کے اوائل دِنوں میں ہی ہلاک ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک میں نے صدی کا چہارم حصّہ اپنی زندگی میں دیکھ لیا ہے اور نواب صدیق حسن خان صاحب اپنی کتاب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں کہ سچا مجدّد وہی ہوتا ہے کہ جو صدی کا چہارم حصّہ پالے۔اب اے مخالفو!کسی بات میں تو اِنصاف کرو آخر خدا سے معاملہ ہے۔‘‘(حقیقہ الوحی ۱۹۰۷ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۰۶ حاشیہ)

اگر چہ بانئے جماعت حضرت مہدی ومسیح موعودؑ نے اپنے مندرجہ بالا اِقتباس میں مخالفین کو جھٹلانے کیلئے اپنے ایک مخالف کی کتاب’’حجج الکرامہ‘‘ سے سچے مجدّد صدی کیلئے’’صدی ہجری کے چہارم حصّہ سے متعلقہ معیار‘‘ کا حوالہ دے کر اُنہیں ملزم کیا ہے۔لیکن یہ یاد رکھیں کہ کسی صدی ہجری کے سچے مجدّد کیلئے متعلقہ صدی ہجری کا چہارم حصّہ پانا کوئی قطعی معیار نہیں ہے(اگر چہ خاکسار نے نہ صرف پندرھویں صدی ہجری کے سر پر اپنے موعود مصلح ہونے کی خبر پائی بلکہ حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کی طرح اب تک اِس صدی ہجری کا چہارم حصّہ بھی پا چکا ہوں)۔ہاں صدی ہجری کے سچے مجدّد کیلئے مدعی کا بقائمی ہوش وحواس متعلقہ صدی ہجری میں داخل ہونا ضروری ہے۔خاکسار افادۂ عام کیلئے ذیل میں اُمت محمدیہ کے مجددین کی فہرست درج کرتا ہے۔پہلی صدی ہجری نبوت کی صدی ہے اور بعد کی صدیوں کے مُسلّمہ مجددین کی پیدائش اور وفات کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

(۱)حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ۔آپ دوسری صدی ہجری کے اُمتِ محمدیہ کے پہلے مجدّد ہیں۔آپکی پیدائش ۶۱ھ میں ہوئی اور آپ ۱۰۱ھ میں شہید ہوئے۔دین اسلام کے اِس پہلے مجدّد نے دوسری صدی ہجری کا ایک سال پایا تھا۔

(۲)حضرت اِمام شافعیؒ۔آپ تیسری صدی ہجری کے دوسرے مجدّد ہیں۔آپکا زمانہ سن ہجری (۱۵۰تا۲۰۴ھ) ہے۔آپ نے متعلقہ تیسری صدی ہجری کے چار(۴) سال پائے تھے۔بعض کے نزدیک تیسری صدی ہجری کے مجدّد حضرت امام احمد بن حنبلؒ ہیں۔آپکا زمانہ سن ہجری (۱۶۴تا۲۴۱ھ) ہے۔گویا آپ نے بھی تیسری صدی ہجری کے اِکتالیس(۴۱) سال پائے تھے۔

(۳)حضرت ابوالحسن اشعریؒ۔آپ چوتھی صدی ہجری کے تیسرے مجدّد ہیں۔آپکا زمانہ سن ہجری(۲۰۲تا۳۲۴ھ) ہے۔آپ نے بھی چوتھی صدی ہجری کے چوبیس(۲۴) سال پائے تھے۔

(۴)حضرت قاضی ابوبکر باقلانیؒ۔آپ پانچویں صدی ہجری کے چوتھے مجدّد تھے۔آپکا زمانہ سن ہجری(۳۳۸تا۴۰۳ھ) ہے۔آپ نے بھی متعلقہ پانچویں صدی ہجری کے تین(۳) سال پائے تھے۔

(۵)حضرت امام غزالیؒ۔آپ چھٹی صدی ہجری کے پانچویں مجدّد ہیں۔آپکا زمانہ سن ہجری(۴۵۰تا۵۰۵ھ) ہے آپ نے چھٹی صدی ہجری کے پانچ(۵) سال پائے تھے۔اِسی طرح بعض کے نزدیک چھٹی صدی ہجری کے مجدّد حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ ہیں۔آپکا سن ہجری(۴۷۰تا۵۶۱ھ) ہے۔آپ نے چھٹی صدی ہجری کے اِکسٹھ(۶۱) سال پائے تھے۔

(۶)حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ۔آپ ساتویں صدی ہجری کے چھٹے مجدّد ہیں۔آپکا زمانہ سن ہجری(۵۳۶تا۶۳۳ھ) ہے۔آپ نے ساتویں صدی ہجری کے تینتیس(۳۳) سال پائے تھے۔

(۷)حضرت اِمام ابن تیمیہؒ۔آپ آٹھویں صدی ہجری کے ساتویں مجدّد ہیں۔آپکا زمانہ سن ہجری(۶۶۱تا۷۲۸ھ) ہے۔آپ نے آٹھویں صدی ہجری کے اَٹھائیس(۲۸) سال پائے تھے۔

(۸) حضرت حافظ امام ابن حجر عسقلانیؒ ۔آپ نویں صدی ہجری کے آٹھویں مجدّد ہیں۔آپکا زمانہ سن ہجری (۷۷۳تا ۸۵۲ھ) ہے۔آپ نے نویں صدی ہجری کے باون (۵۲)سال پائے تھے۔

(۹) حضرت اِمام جلال الدین سیوطیؒ ۔آپ دسویں صدی ہجری کے نویں مجدّد ہیں۔آپکا زمانہ سن ہجری (۸۴۹تا ۹۱۱ھ) ہے۔آپ نے دسویں صدی ہجری کے گیارہ (۱۱) سال پائے تھے۔

(۱۰) حضرت مجدّد الف ثانی سرہندیؒ ۔آپ گیارھویں صدی ہجری کے دسویں مجدّد ہیں۔آپکا زمانہ سن ہجری (۹۷۱تا ۱۰۳۴ھ) ہے۔آپ نے گیارھویں صدی ہجری کے چونتیس (۳۴) سال پائے تھے۔

(۱۱) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلویؒ ۔آپ بارھویں صدی ہجری کے اُمتِ محمدیہ کے گیارھویں مجدّد ہیں۔آپکا زمانہ سن ہجری (۱۱۱۴تا ۱۱۷۶ھ) ہے۔آپ بارھویں صدی ہجری ہی میں پیدا ہوئے اور اِسی صدی میں فوت ہوئے تھے۔

(۱۲) حضرت سیّد احمد شہید بریلویؒ ۔آپ تیرھویں صدی ہجری کے بارھویں مجدّد ہیں۔آپکا زمانہ سن ہجری (۱۲۰۱تا ۱۲۴۶ھ) ہے۔آپؒ نے بھی اکثر مجدّدین کی طرح مجدد ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا بلکہ آپؒ نے کافروں اور مشرکین کے خلاف جہاد میں شہادت پا کر مسلمانوں کے دِلوں میں مجدّد ہونے کا لقب پایا ہے۔آپؒ بھی تیرھویں صدی ہجری میں پیدا ہوئے اور اِسی صدی میں شہید ہو گئے تھے۔

(۱۳) حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مہدی و مسیح موعودؑ ۔آپؑ چودھویں صدی ہجری کے تیرھویں مجدّد اعظم اور مہدی معہود و مسیح موعود ہیں۔آپ کا زمانہ سن ہجری (۱۲۵۱تا ۱۳۲۷ھ) ہے۔آپؑ نے بھی چودھویں صدی ہجری کے ستائیس (۲۷) سال پائے تھے۔

پیشگوئی مصلح موعود کا اَلمیہ

۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے جس زکی غلام کی بشارت عطا فرمائی تھی۔اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ملہم نے اِسے اپنا لڑکا خیال کرتے ہوئے لفظ غلام کیساتھ بریکٹ میں (لڑکا) لکھ دیا۔آپؑ کا زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھنا آپکی جماعت کیلئے ایک آزمائش کی وجہ بن گیا ہے۔حضورؑ نے اِس زکی غلام کو مصلح موعود کے نام سے موسوم کیا اور زندگی بھر اِسے اپنی نرینہ اولاد میں ڈھونڈتے رہے۔حالانکہ یہ زکی غلام جسے آپ نے مصلح موعود قرار دیا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے مبشر اِلہامات میں اِسے آپکا روحانی فرزند قرار دیا ہے۔مرزا بشیر الدین محمود احمد جو حضورؑ کی زوجہ ثانی سے بڑا لڑکا تھا وہ ۱۹۱۴ء سے پہلے یقین رکھتا تھا کہ یہ زکی غلام یعنی مصلح موعود آئندہ کسی زمانے میں پیدا ہوگا۔حضورؑ کا یہ بڑا لڑکا جب مارچ ۱۹۱۴ء میں خلافت کی گدی پر بیٹھا تو بعض غالی مُریدوں نے اُسے اپنی تحریر و تقریر میں مصلح موعود لکھنا اور پکارنا شروع کر دیا۔یہ وہ لمحہ فکریہ تھا جب مرزا بشیر الدین محمود احمد کو بہت تدبر اور تقویٰ سے کام لیتے ہوئے ایسے غالی اور خوشامدی مریدوں کو تنبیہہ کرنی چاہیئے تھی لیکن وہ اُلٹا اپنے نفس کا شکار ہو کر اُنہیں اپنی خوشنودی سے نوازنے لگا۔اُس کو خوب معلوم تھا کہ میں جون/ جولائی ۱۹۰۸ء میں یہ تحریر کر چکا ہوں کہ یہ عظیم الشان اِنسان آئندہ کسی زمانے میں پیدا ہوگا اور وہ جب بھی پیدا ہوگا حضورؑ کا بیٹا ہی قرار پائے گا ۔(اِن اِلہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ اِبن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔پس صاف ظاہر ہے کہ وہ اِلہامات کسی آئندہ نسل کے لڑکے کی نسبت تھے۔رسالہ تشخیذ لاذہان ولیم ۳۔نمبر ۶۔۷ صفحات ۳۰۱ تا ۳۰۳۔مورخہ جون جولائی ۱۹۰۸ء)

اب اِن دو وجوہات (ایک حضورؑ کا زکی غلام کو اپنا لڑکا خیال کرنا اور دوسرا دعویٰ کے بغیر مریدوں کا اُسے مصلح موعود قرار دینا) کی بنا پر خلیفہ ثانی صاحب نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ اِس نہج پر سوچنا شروع کر دیا کہ وہ زکی غلام مسیح الزماں کی پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں کیسے آ سکتے ہیں۔؟ اُنہیں اِس غرض کو پورا کرنے کیلئے بڑی تگ و دَو کے بعد حضرت بانئے جماعت کا ایک اجتہادی فقرہ (لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ اِلٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔بہر حال اِس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔مجموعہ اِشتہارات جلد ا صفحہ ۱۱۷) میسر آ گیا۔لیکن یہ یاد رکھیں کہ حضورؑ کا یہ اِجتہادی فقرہ بھی خلیفہ ثانی کی مصلح موعود بننے کی نفسانی خواہش کو پورا نہیں کر سکتا تھا کیونکہ زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات حضورؑ کے اِس فقرہ کو آپکی اِجتہادی غلطی قرار دیتے ہیں۔(تفصیل کیلئے دیکھیں مضمون نمبر ۳۰ صفحہ نمبر ۱۲ ''نوسالہ معیاد کا جماعتی پروپیگنڈا''۔ناقل)

چند متفکرانہ اور محققانہ سوالات

خاکسار یہاں بغرض روحانی مائدہ اور غور و فکر، متقی اور صالح فکر افرادِ جماعت کے آگے چند سوالات رکھتا ہے:۔

(۱) جیسا کہ میں اوپر لکھ اور ثابت کر آیا ہوں کہ پیشگوئی مہدی معہود کے معاملہ میں اصلی مصداق (حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ) سے پہلے کم وبیش اُمت کے چونسٹھ (۶۴) افرادِ میں سے بعض نے جھوٹے طور پر اور بعض نے غلط فہمی کی بنا پر اِس پیشگوئی کو اپنے اوپر چسپاں کیا تھا۔ کیا یہ ممکن نہیں تھا کہ پیشگوئی مصلح موعود کے معاملہ میں بھی ایسا ہی وقوع پذیر ہوجاتا یعنی بعض افرادِ جماعت غلط فہمی میں اور بعض جھوٹے طور پر اِس اِلہامی پیشگوئی کو اپنے اوپر چسپاں کرنے کی کوشش کرتے۔؟

(۲) جس طرح پچھلی سطور میں خاکسار حضرت بانئے جماعت کے الفاظ کیساتھ یہ ثابت کر آیا ہے کہ بعض اوقات بعض مرید لاعلمی کی وجہ سے جوشِ عقیدت میں کسی پیشگوئی کو اپنے مرشد پر چسپاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں جیسا کہ حضرت شاہ اسماعیلؒ نے پیشگوئی مہدی معہود کو اپنے مرشد حضرت سیّد احمد بریلویؒ پر چسپاں کرنے کی کوشش کی تھی۔ اب چونکہ حضرت بانئے جماعتؑ بھی زکی غلام کو اپنا لڑکا سمجھتے ہوئے اُسے اپنی نرینہ اولاد میں ڈھونڈتے رہے تھے اور آپکے مریدوں کو اِس کا بخوبی علم تھا۔ تو کیا یہ ممکن نہیں تھا کہ لاعلمی کی وجہ سے غالی مریدوں نے اندھی عقیدت میں پیشگوئی مصلح موعود کو خلیفہ ثانی پر چسپاں کر دیا ہو۔؟

(۳) لیکن جیسا کہ حضورؑ فرماتے ہیں۔ ''لیکن اُس پیشگوئی (قصیدہ میں مہدی معہود سے متعلقہ پیشگوئی۔ ناقل) میں وہ پتے اور نشان دیئے گئے تھے کہ کسی طرح سیّد احمد صاحب اُن علامات کے مصداق نہیں ٹھہر سکتے تھے۔'' نشان آسمانی مطبوعہ ۱۸۹۲ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۴ صفحات ۳۶۳۔۳۶۴) کیا یہی حقیقت پیشگوئی مصلح موعود میں بدرجہ اتم موجود نہیں کیونکہ اِس اِلہامی پیشگوئی میں نعمت اللہؒ کے قصیدے سے کہیں بڑھ کر ایسے اِلہامی نشان اور پتے (۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء سے لیکر ۶/ ۷۔ نومبر ۱۹۰۷ء تک زکی غلام سے متعلق مبشر اِلہامات) موجود ہیں جو حضورؑ کی نرینہ اولاد کو بشمول خلیفہ ثانی اِس پیشگوئی کے دائرہ بشارت سے باہر نکال دیتے ہیں۔؟

(۴) حضرت بانئے جماعت کی تصدیقی مہر کیساتھ مجدّدین سے متعلقہ آنحضرت ﷺ کی حدیث ہماری یہ راہنمائی فرماتی ہے کہ ہر صدی ہجری کا مجدّد اپنی متعلقہ صدی ہجری کے سر پر ظاہر ہوتا ہے۔ گذشتہ سطور میں ہم سابقہ ہجری کی چودہ (۱۴) صدیوں اور اُنکے تیرہ (۱۳) مجدّدین کا ذکر کر چکے ہیں۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مہدی و مسیح موعودؑ چودھویں صدی ہجری کے تیرھویں مجدّدِ اعظم تھے۔ آپ کا زمانہ سن ہجری (۱۲۵۱ تا ۱۳۲۷ھ) ہے۔ لہٰذا آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق حضرت بانئے جماعت کا موعود مصلح پندرھویں صدی ہجری کے سر سے پہلے ظاہر نہیں ہوسکتا کیونکہ چودھویں صدی ہجری حضرت مجدّدِ اعظم، مہدی و مسیح موعود اور اُمتی نبی حضرت مرزا غلام احمدؑ کی ہے اور آقا اور موعود زکی غلام ایک صدی میں اکٹھے نہیں ہوسکتے۔ کیا کوئی اِس حقیقت کو جھٹلا سکتا ہے۔؟ ہر گز نہیں۔

(۵) خاکسار اُمتِ محمدیہ کے مُسلّمہ مجددین کے سلسلہ میں پیچھے ثابت کر کے آیا ہے کہ اِن میں سے کسی مجدّد کے سلسلہ میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے کہ مجدّد اپنی متعلقہ صدی ہجری کے شروع ہونے سے پہلے فوت ہوگیا ہو۔ اور حضورؑ بھی اِسکی تائید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔ ''لیکن ذرہ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اُس پیشگوئی کو سیّد احمد صاحب موصوف سے کچھ بھی تعلق نہیں کیونکہ اوّل تو اِن اشعار سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہ مجدّد موعود تیرھویں صدی کے اوائل میں نہیں ہوگا بلکہ تیرھویں صدی کے اخیر پر کئی واقعات اور حادثات اور فتن کے ظہور کے بعد ظہور کرے گا یعنی چودھویں صدی کے سر پر ہوگا۔ مگر ظاہر ہے کہ سیّد احمد صاحب نے تیرھویں صدی کے نصف تک بھی زمانہ نہیں پایا۔ پھر چودھویں صدی کا مجدّد اُن کو کیونکر ٹھہرایا جائے۔'' خلیفہ ثانی چودھویں ہجری کے آغاز میں پیدا ہوئے۔ اِسی صدی میں اپنی خلافت کے باون سال گزارے۔ اِسی صدی ہجری میں دعویٰ مصلح موعود کیا۔ اِسی صدی ہجری کے اختتام سے کم وبیش پندرہ سال پہلے فوت ہوگئے تو پھر وہ پندرھویں صدی ہجری کے اُمتِ محمدیہ کے چودھویں مجدّد کیسے بن سکتے ہیں۔؟ مجدّدین اور مصلحین تو اپنے وقت اور موسم پر آتے ہیں۔ خلیفہ ثانی کے مبعوث ہونے کا کونسا موسم اور کونسا وقت تھا۔؟

(۶) اگر ''حیاتِ مسیح'' کے مسئلہ (issue) پر ہم احمدی بھی مسلمانوں اور عیسائیوں کیساتھ مل جائیں حتیٰ کہ ساری دنیا مل کر یہ عقیدہ اپنا لے کہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریمؑ یقیناً زندہ بجسم عنصری آسمان پر چلے گئے ہیں اور اُنہوں نے ہی آخری زمانہ میں غلبۂ اسلام کیلئے زندہ بجسم عنصری آسمان سے نازل ہونا ہے۔ تب بھی ہم سب بمقابلہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ غلطی پر ہونگے کیونکہ ہم سب کو اللہ تعالیٰ کا کلام جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا تھا غلط قرار دے رہا ہے۔ اور اگر یہ بات سچ ہے اور میں کہتا ہوں یقیناً سچ ہے تو پھر اگر حضرت نعمت اللہؒ کے قصیدے میں بیان فرمودہ سب کارنامے اور سب باتیں خلیفہ ثانی کے وجود میں حرف بحرف پوری ہوجاتیں۔ ربوہ گروپ کیساتھ لاہوری گروپ بھی شامل ہوجاتا اور سارے احمدی مل کر اُسے مصلح موعود مان لیتے تب بھی کیا خلیفہ ثانی مصلح موعود بن جاتا اور ثابت ہوجاتا۔؟ جواباً عرض کرتا ہوں کہ ہر گز نہیں۔ وجہ اِس کی یہ ہے کہ زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق اِلہامات نہ صرف مرزا بشیر الدین محمود احمد کو بلکہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے سب لڑکوں کو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر نکال دیتے ہیں اور قرآن مجید اِس اِلٰہی فیصلہ پر اپنی تصدیقی مہر ثبت کر رہا ہے۔

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

جناب خاں صاحب:۔ آگے آپ لکھتے ہیں:۔

If you remain on your tract,please do not write to me again.

اگر تم نے اپنا مؤقف اپنے رسالہ کے مطابق رکھنا ہے تو پھر مجھے دوبارہ نہ لکھنا۔

محترم پروفیسر صاحب! آپ نے مختلف اوقات میں مجھے چار(۴) ای میلز بجھوائیں۔ مگر آخر میں آپ نے یہ کیا کیا کہ مجھ پر جوابی رابطہ کیلئے بین (ban) لگا دیا کہ میں ایسی کوئی جسارت نہ کروں۔؟ آپکی اِس روش یا عائد کردہ پابندی کے پس منظر میں مجھے ایک لطیفہ یاد آ گیا ہے۔ ایک صاحب سرپٹ دوڑے جارہے تھے۔ راہ کی ہر روکاوٹ توڑتے عبور کرتے بھاگم بھاگ۔ اُنکے پیچھے پیچھے ایک اور صاحب بھی اُسی رفتار سے دوڑتے چلے جارہے تھے۔ بالکل اُسی انداز سے۔ دیکھنے والے محوِ حیرت کہ یا اِلٰہی یہ ماجرا کیا ہے۔؟ کسی کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ آخر کچھ لوگوں نے ہمت کی اور پیچھے دوڑتے ہوئے جوان کو پکڑ کر نیچے گرا لیا اور اُس سے پوچھنے لگے کہ آخر کیا بات ہے۔؟ وہ تھوڑا سا دَم لے کر بولا، دراصل ہم دونوں شاعر ہیں۔ اُس نے اپنی غزل تو مجھے سُنا دی، مگر جب میری باری آئی تو دُوڑک لگا دی۔۔۔۔۔

جناب خاں صاحب:۔ آپ نے مجھے پہلی ای میل بھیجی۔ میں نے آپ سے یہ نہیں کہا کہ آپ مجھے ای۔میل نہ کریں۔ پھر آپ نے دوسری، تیسری اور چوتھی ای۔میل بھیجی۔ بالآخر آپکی چوتھی ای میل'' کے جواب میں خاکسار نے اپنا ایک رسالہ بعنوان'' آمدنِ عید مبارک بادت۔ عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو'' آپکی طرف بھیجا۔ میں نے اپنا یہ رسالہ آپکی طرف اِس غرض کیلئے بھیجا تھا کہ چونکہ میں صمیم قلب سے یقین اور ایمان رکھتا ہوں کہ خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر جھوٹا اور خلافت کے نام پر اپنی خاندانی گدی کو بچانے کیلئے روحانی کی بجائے ایک سیاسی دعویٰ تھا۔ اگر آپکے علم میں خاکسار خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کے سلسلہ میں غلطی خوردہ ہے تو چونکہ آپ ایک صاحب علم اِنسان ہیں لہٰذا شاید آپ میری غلط فہمی دور کرسکیں۔ اِس معاملہ میں اگر آپ کو جماعتی علماء کی مدد درکار تھی تو بھی ضرور حاصل کرتے۔ مجھے اِس میں کیا اعتراض ہوسکتا تھا۔؟ لیکن آپکے جواب نے مجھے بڑا مایوس کیا ہے۔ آپ نے تو بھاگ کر مندرجہ بالا لطیفے کو اپنی ذات میں سچ کر دکھایا ہے۔ خان صاحب:۔ آپکے مصلح موعود اپنے ایک اِلہام کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

☆ میں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔ اے محمود! میں اپنی ذات کی ہی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً جو تیرے متبع ہونگے وہ قیامت تک تیرے منکروں پر غالب رہیں گے۔ یہ خدا کا وعدہ ہے جو اُس نے میرے ساتھ کیا۔ میں ایک اِنسان ہونے کی حیثیت سے بیشک دو دن بھی زندہ نہ رہوں مگر یہ وعدہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا جو خدا نے میرے ساتھ کیا کہ وہ میرے ذریعہ سے اشاعت اسلام کی ایک مستحکم بنیاد قائم کرے گا اور میرے ماننے والے قیامت تک میرے منکرین پر غالب رہیں گے۔ اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ اِسلام مغلوب ہوگیا، اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ میرے ماننے والوں پر میرے اِنکار کرنیوالے غالب آ گئے تو بیشک تم سمجھ لو کہ میں ایک مفتری تھا ☆ (میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں تقریر فرمودہ ۱۲۔ مارچ ۱۹۴۴ء بحوالہ انوار العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۲۴۳)

جناب خاں صاحب:۔ آپکے مصلح موعود خلیفہ ثانی صاحب اپنے متذکرہ بالا الفاظ میں فرمارہے ہیں کہ!۔ (۱) اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ اسلام مغلوب ہوگیا ہے (۲) اور میرے ماننے والوں پر میرے اِنکار کرنیوالے غالب آ گئے۔ تو ایسی صورت میں وہ اپنی زبان سے اپنے متعلق ایک فتویٰ صادر کررہے ہیں کہ تم سمجھ لینا کہ میں مفتری تھا۔ گو کہ ہم سب ایمان اور یقین رکھتے ہیں کہ اِسلام کلیتًا ایک سچا دین ہے اور اِسکی سچائی میں کوئی شک نہیں۔ لیکن خاں صاحب! دریں چہ شک کہ آج ظاہری طور پر دین اسلام سے بڑھ کر کوئی دین مغلوب نہیں ہے۔ آج دنیا ہم مسلمانوں کو دہشت گرد جانتی ہے اور اِنتہا تو یہ کہ مسلمان مسلمان کہلوانے میں شرم محسوس کررہے ہیں۔ اِس سے بڑا المیہ اور کیا ہوگا۔؟ اِس سے بڑی دین اِسلام کی تحقیر اور مغلوبی کیا ہوسکتی ہے۔؟ ثانیاً۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں اپنے اِسی مضمون'' آمدنِ عید مبارک بادت۔ عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو'' میں خلیفہ ثانی کے اپنے الفاظ کیساتھ اُسکے'' دعویٰ مصلح موعود'' کا جھوٹا ہونا ثابت کر چکا ہوں۔ جس روحانی وجود یعنی مثیل مبارک احمد کے متعلق وہ ۱۹۰۸ء میں اپنے الفاظ میں لکھ چکے ہیں کہ وہ مصلح موعود آئندہ کسی زمانے میں پیدا اور ظاہر ہوگا اور قرآن مجید اور حضورؑ کے مبشر اِلہامات بھی خلیفہ ثانی کے اِس نقطہ نظر کی تصدیق کرتے ہیں۔ تو بعد ازاں پھر ۱۹۴۴ء میں قرآن مجید، زکی غلام سے متعلق مبشر اِلہامات اور اپنے تحریری بیان کی نفی کرتے ہوئے خلیفہ ثانی صاحب بذاتِ خود اِس روحانی وجود (زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد) سے متعلقہ اِلہامی پیشگوئی کے مصداق کیسے بن گئے۔؟ خان صاحب! اگر خلیفہ ثانی آپ کی نظر میں واقعی سچے مصلح موعود تھے تو آپ کو میرے دلائل جھٹلا کر اُسکے دعویٰ مصلح موعود کا دفاع کرنا چاہیے تھا۔ لیکن آپ نے خلیفہ ثانی کا دفاع تو کیا کرنا تھا اُلٹا مجھ پر جوابی رابطہ کیلئے بین (ban) لگا رہے ہیں۔ یاد رکھنا کہ آپ کا میرے مقابلے سے بھاگنا آپکے خود ساختہ مصلح موعود کو اُسکے اپنے بیان اور فتویٰ کے مطابق مفتری بنا رہا ہے۔ ؎ لو آپ اپنے دام میں صیّاد آ گیا

آپ اپنی ای میل اِس دُعا کیساتھ ختم کرتے ہیں: May God take pity on you!

کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے

جناب خان صاحب:۔آپ نے اپنی ای۔میل کا اِختتام میرے لیے ایک خوبصورت دُعا کیساتھ کیا ہے۔میں اِس کیلئے آپکا مشکور ہوں۔خاکسار مذہبی اعتبار سے ایک اَن پڑھ (اُمّی) اِنسان ہے۔میں کسی انسان سے قرآن کریم ناظرہ تک بھی نہیں پڑھا ہوں۔میں نے بطورِ خاص کسی جامعہ یا کسی دینی ادارے سے کوئی خاص علم دین بھی حاصل نہیں کیا۔سب لوگوں کو کھلی دعوت ہے کہ اگر میں اپنے بیان میں کوئی غلط بیانی سے کام لے رہا ہوں تو وہ میرے کسی ایسے استاد کا سراغ لگا کر جس نے مجھے قرآن کریم ناظرہ پڑھایا ہو یا کسی ایسے ادارے کا سراغ لگا کر جہاں سے میں نے دینی علم حاصل کیا ہو میرے جھوٹ کا پردہ چاک کریں۔میں ایک خطا کار اور گناہ گار بندہ ہوں۔مجھے کسی نیکی اور پاک دامنی کا بھی دعویٰ نہیں ہے۔پتہ نہیں وہ کیا بات تھی یا کوئی دِل میں درد تھا جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے خاکسار پر رحم فرماتے ہوئے نوجوانی میں مجھے ایک دُعا سکھائی۔جس کے چند ابتدائی اور ایک آخری شعر درج ذیل ہے:۔

اے میرے اللہ! اب تو میری پکار سن لے۔بخشش کا میں ہوں طالب، میرے غفار سن لے
میں گنہ گار بندہ در پہ ہوں تیرے آیا۔شرمندگی کے آنسو، اپنے ہوں ساتھ لایا
گلیوں میں رو رہا ہوں، آنسو بہا رہا ہوں۔در در کی ٹھوکریں، اے مالک میں کھا رہا ہوں

آخری شعر

برائی سے بچوں، اور زباں پہ ہو صداقت۔تیرے چمن کا گل ہوں گل کی تو کر حفاظت

یہ دُعا سکھانے کے چند ماہ بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک خواب دکھائی۔میں اس خواب میں بانئے جماعت حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے رُوبرُو کھڑا ہوں۔حضورؑ مجھ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتے ہیں۔''غفار نماز پڑھا کرو اور میرے ساتھ دُعا کرو''۔میں نے حضورؑ کیساتھ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور اللہ تعالیٰ کی سکھائی ہوئی دُعا پڑھنی شروع کر دی۔دُعا پڑھتے پڑھتے ہی بیدار ہو گیا۔خواب دیکھنے کے بعد خوشی ضرور ہوئی تھی لیکن وسط دسمبر ۱۹۸۳ء تک اس خواب کی تعبیر کا نہ مجھے کوئی علم تھا اور نہ ہی منجانب اللہ تعالیٰ مجھے علم دیا گیا اور نہ ہی میں نے اِسکی تعبیر جاننے کی کوشش کی۔اب میں کبھی کبھی سوچتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ نے خواب کی تعبیر سے اِس لیے لاعلم رکھا اور مجھے بھی اِسکی تعبیر جاننے کی طرف مائل نہ ہونے دیا کہ کہیں بقول غالب میرا بھی یہ حال نہ ہو جاتا۔

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا۔اگر اور جیتے رہتے یہی اِنتظار ہوتا
ترے وعدہ پر جئے تو یہ جان جھوٹ جانا۔کہ خوشی سے مرنہ جاتے اگر اِعتبار ہوتا
کہوں کس سے میں کہ کیا ہے شب غم بُری بلا ہے۔مجھے کیا بُرا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا

بہرحال وقت گزرتا گیا اور میں ٹھوکریں کھاتے کھاتے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کا امتحان دے کر ابھی فارغ ہی ہوا تھا کہ مجھے نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں واقع احمدیہ ہوسٹل (دارالحمد) میں ایک مبارک سجدے کی توفیق مل گئی۔اِس واقعہ کی تفصیل میری کتاب غلام مسیح الزماں کے مقدمہ میں موجود ہے۔ہر احمدی کی طرح میں نے بھی علم سے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی اِلہامی دعائیں یاد کی ہوئی تھیں جو کہ درج ذیل ہیں:۔

(۱) رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا. (القرآن ۲۰۔۱۱۵ و تذکرہ صفحہ ۳۱۰)۔ اے میرے رب! مجھے میرے علم میں زیادتی عطا فرما۔
(۲) رَبِّ عَلِّمْنِیْ مَا ھُوَ خَیْرٌ عِنْدَکَ. (تذکرہ صفحہ ۵۵۸) اے میرے رب! مجھے وہ کچھ سکھلا جو تیرے نزدیک بہتر ہے۔
(۳) رَبِّ اَرِنِیْ اَنْوَارَکَ الْکُلِّیَّةَ. (تذکرہ صفحہ ۵۳۴) اے میرے رب! مجھے اپنے وہ تمام انوار دکھلا جو محیط کل ہیں۔
(۴) رَبِّ اَرِنِیْ حَقَآئِقَ الْاَشْیَاءِ. (تذکرہ صفحہ ۶۱۳) اے میرے رب! مجھے اشیاء کے حقائق دکھلا۔
۵) اے ازلی ابدی خدا! مجھے زندگی کا شربت پلا۔(تذکرہ صفحہ ۶۰۰)

حضورؑ کی اِن اِلہامی دعاؤں کو تھوڑی دیر پڑھنے کے بعد ہی مجھے سجدے میں یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری فریاد سن لی ہے۔اِس طرح میری اِس سجدے میں ہی کایا پلٹ گئی اور مجھے غلام مسیح الزماں بنا دیا گیا۔مجھے خبر دی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر رحم فرماتے ہوئے تجھے وہ موعود ''رحمت کا نشان'' بنا دیا ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل اِلہامی پیشگوئی میں دیا تھا۔جناب خاں صاحب۔اگر آپکو یا کسی اور کو میرے ''نشان رحمت'' ہونے میں کوئی شک ہو تو میں آپ سب کا شک دور کرنے کیلئے تیار ہوں۔یہ جو رسالہ ''آمدنِ عید مبارک بادت۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو'' میں نے آپکی طرف ای میل کیا تھا۔یہ ''رسالہ'' بھی اِسی اِلٰہی رحم کا نتیجہ ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔ایک بار پھر آپ سے کہتا ہوں کہ اگر آپ یا کوئی اور سمجھتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر رحم نہیں ہے تو میں آپ سب کو دعوت عام دیتا ہوں کہ آپ مجھ اَن پڑھ کا مقابلہ کر کے

میرے ''نشانِ رحمت'' ہونے کے دعوے کو جھٹلا کر دکھائیں۔؟ اگر آپ اس کیلئے تیار نہیں ہیں تو پھر میں آپ کیلئے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے اور آپ کو علم اور ہدایت بخشے۔ تا آپکو بھی حقیقت محمدیہ اور حقیقت احمدیہ کا کچھ پتہ چلے آمین۔ خلیفہ رابع صاحب نے سب احمدیوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بشارت دی تھی۔ ؎

یہ دُعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا ساحروں کے مقابل بنا اژدھا ۔ آج بھی دیکھنا، مردِ حق کی دُعا، سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گا

عصرِ بیمار کا ہے مرض لا دوا، کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا۔ اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اُٹھا موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں اور میں اِس کا پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں۔ ؎

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں ۔ نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار

حضرت موسیٰؑ کی طرح اللہ تعالیٰ نے دورِ حاضر کے موسیٰ کو بھی ایک عصا عطا فرمایا تھا۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔ ؎

(ا) ۲۱ جون ۱۹۰۳ء۔ ''مجھے دو عصا دیئے گئے۔ ایک جو میرے پاس تھا دوسرے وہ جو گم ہو گیا تھا۔ اور گمشدہ عصا کو جو میں نے دیکھا تو اُسکے منہ پر لکھا ہوا تھا دُعَآءُ کَ مُسْتَجَابٌ۔ تیری دعا مقبول ہے۔'' (تذکرہ صفحہ ۳۹۴ بحوالہ کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۰)

(ب) ۲۱ جون ۱۹۰۳ء۔ ''۲۱ جون کو ایک چھڑی پر یہ لکھا ہوا دکھایا گیا۔ دُعَآءُ کَ مُسْتَجَابٌ۔ تیری دعا مقبول ہے۔'' (ایضاً بحوالہ الحکم جلد ۷ نمبر ۲۳ مورخہ ۲۴۔ جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵)

جناب خاں صاحب:۔ خلیفہ رابع نے اپنے شعر میں دورِ حاضر کے موسیٰ (حضرت مہدی و مسیح موعودؑ) کے اِسی موعود عصا کا ذکر فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اِس سے آگاہی بخشی ہے۔ جس رحم کی آپ میرے لیے دُعا کر رہے ہیں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی دُعا قبول فرماتے ہوئے اسی رحم کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھ ایسے اَن پڑھ بندے کو بلا ریب خلیفہ رابع کے شعر میں بیان فرمودہ ''مردِ حق کی دُعا'' بناتے ہوئے آپ سب افرادِ جماعت کے آگے کھڑا کر دیا ہے۔ آزمائش شرط ہے۔؟؟؟ خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر ایک جھوٹا دعویٰ تھا اور اِس میں کچھ بھی صداقت نہیں۔ یہ کوئی خیالی بات نہیں بلکہ زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر اِلہامات اور قرآن مجید ہمیں اِس حقیقت سے آگاہ فرما رہے ہیں۔ جھوٹ کو سچ بنانے کیلئے دنیا میں بڑے بڑے فرعونی اور جبری نظام وضع کیے گئے لیکن نتیجتاً کوئی بھی جھوٹ سچ نہ بن سکا۔ اور ایسے نظاموں کو بالآخر تاریخ نے عبرت کا نشان بنا دیا۔ یہ بھی پیش نظر رہے کہ سچائی ہمیشہ تلخ ہوتی ہے لیکن سچائیوں کا اعتراف کیے بغیر آگے بڑھنا ممکن نہیں ہے۔ میں دُعا گو ہوں اللہ تعالیٰ افرادِ جماعت کو اِس سچائی کا سامنا اور اِسے قبول کرنے کی توفیق بخشے آمین۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے۔ خاکسار آپکے جواب کا منتظر رہے گا۔ ؎

جب کھل گئی سچائی پھر اُس کو مان لینا ۔ نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

والسلام

عبدالغفار جنبہ/ کیل۔ جرمنی

مورخہ ۸۔ اپریل ۲۰۰۹ء

☆☆☆☆☆